امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 11 مورخہ ۲۳ر جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۲ر مارچ ۲۰۱۸ء روز سوموار

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ کتابوں کی دنیا
■ ہے یہ شام زندگی۔۔۔۔
■ ملک کی ریاستوں میں پھیلتے جرائم
■ اسلامی زندگی گزارنے کے رہنما اصول
■ ملک شام میں قتل عام اور............
■ دین بچاؤ دیش بچاؤ تحریک............
■ سائنس وٹکنالوجی، ہفتہ رفتہ
■ ملی سرگرمیاں

بین السطور

بدلتا مزاج

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

موسم کا مزاج تیزی سے بدل رہا ہے اور زمین پر اس کے بڑے منفی اثرات مرتب ہونے والے ہیں اور ہو رہے ہیں، پوری دنیا کے سائنسداں اس صورت حال سے پریشان ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اس تبدیلی کی وجہ سے کلی نہیں تو جزوی طور پر کئی ملکوں میں قیامت آسکتی ہے، ہے نہ ڈرانے والی بات؟ آخر ایسا کیا کچھ ہو گیا ہے کہ سائنسداں خود بھی پریشان ہو رہے ہیں اور دوسروں کی نیندیں حرام کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

دراصل تاریخی اور جغرافیائی طور پر زمانۂ قدیم سے یہ بات تسلیم کی جاتی رہی ہے کہ یورپی ممالک میں سردی سخت ہوتی ہے، لیکن قطب شمالی میں اس ٹھنڈک کا گراف دنیا کے سارے ملکوں سے بڑھا ہوتا ہے، یورپ میں جب ٹھنڈ پڑتی ہے تو قطب شمالی کے علاقے برف کے تودے بن جاتے ہیں، اس وقت یورپ سخت سردی کی چپیٹ میں ہے، وہاں برف باری سے انسانی زندگی درہم برہم ہو رہی ہے، درجۂ حرارت صفر سے نیچے جا چکا ہے، اس اعتبار سے قطب شمالی کا مزاج بدلا ہوا ہے، وہاں کا درجۂ حرارت یورپ کے درجہ حرارت سے آگے ہو گیا ہے، معمولاً اس موسم میں وہاں کا درجۂ حرارت صفر سے تیس ڈگری نیچے رہتا ہے، جبکہ ان دنوں قطب شمالی کے بعض حصوں کا درجۂ حرارت ۲ر ڈگری تک پہونچ گیا ہے، جو پہلی بار ہوا ہے، اس کا مطلب ہے کہ قطب شمالی میں اس وقت معمول کے اعتبار سے جو درجۂ حرارت رہنی چاہیے اس کے اعتبار سے وہاں لُو چل رہی ہے، یقیناً ہندوستان کے لیے دو ڈگری درجہ حرارت بھی سخت سردی بلکہ برف بنانے والی سردی ہے، لیکن جہاں درجۂ حرارت صفر سے تیس پینتیس ڈگری نیچے رہتا رہا ہو، وہاں دو ڈگری کو پہونچ جانا بہت بڑی تبدیلی ہے، اور سائنسدانوں نے اس تبدیلی کو رکارڈ کیا ہے، مستقبل قریب میں اس صورت حال کے مزید بگڑنے کا اندیشہ اس لیے ظاہر کیا جا رہا ہے کہ فروری میں سورج وہاں نظر نہیں آتا اور ماحول تاریک رہتا ہے، مارچ میں سورج وہاں دِکھتا ہے ایسے میں درجۂ حرارت تیزی سے بڑھ بھی سکتا ہے، اس بڑھتے ہوئے درجہ حرارت کا اثر سیدھے طور پر جمے ہوئے برف پر پڑے گا، اور وہ تیزی سے پگھل کر پانی بنے گا، پانی بہہ کر مختلف ملکوں میں جائے گا اس کی وجہ سے کرۂ ارض کے کئی جزیرے اور وہاں کے شجر وحجر، چرند وپرند کے ڈوب جانے کا خطرہ بڑھ گیا ہے، بعض جانور اور پرندے خاص ملکوں میں ہی پائے جاتے ہیں، اگر وہ ملک ڈوبتا تو انسان کے ساتھ وہاں کے دیگر جاندار بھی پانی کے پیٹ میں سما جائیں گے اور ان کی نسلیں ختم ہو جائیں گی۔

واقعہ یہ ہے کہ سائنس داں یہ تو کہا کرتے تھے کہ گلوبل وارمنگ کا اثر جیسے جیسے زمین پر پڑے گا، زمین کی برف پگھلنے لگے گی، لیکن اچانک ایک دن درجۂ حرارت اس قدر بڑھنے کی خبر آئے گی، کسی نے اس بارے میں کبھی سوچا بھی نہیں تھا، یہ وہ صورت حال ہے جس سے نمٹنے کے لیے دنیا کے پاس کچھ بھی نہیں ہے، دنیا نمٹ بھی نہیں سکتی، اس لیے کہ جب اللہ رب العزت کسی ملک اور علاقہ کو برباد کرنا چاہتے ہیں تو کسی سبب اور چاہیں تو بلا کسی سبب کے نیست ونابود کر دیتے ہیں، سورج کی تمازت، پانی کی طغیانی، ہوا کی روانی، برف کا جمانا اور پگھلانا سب اسی کے ہاتھ میں، ایک چیخ قیامت برپا کرنے کے لیے کافی ہے، سابقہ امتوں کو اللہ نے پانی، ہوا، چیخ، زلزلہ سے ہلاک کر دیا، قوموں کی تاریخ بتاتی ہے کہ انسانی تدبیریں دھری کی دھری رہ گئیں اور تقدیر الٰہی نے اپنا کام کر دیا۔

یقیناً موسم کا مزاج برہم ہوتا رہتا ہے، خود ہمارے ہندوستان میں سردی اور گرمی کے مہینے ہماری دسترس میں نہیں ہیں، کبھی ٹھنڈ کے مہینے میں گرمی پڑنے لگتی ہے اور کبھی گرمی کے مہینے میں سردی کا احساس جاگ جاتا ہے، کبھی برسات جھاجھوں برستا پانی کا منظر پیش کرتا ہے اور کبھی بارش کے مہینے خشکی کی نظر ہو جاتے ہے، لوگ آسمان پر اڑ رہے بادلوں کو حسرت سے دیکھتے ہیں، لیکن پانی کا ایک قطرہ زمین پر نہیں آتا، اس کا مطلب ہے کہ اللہ کے نزدیک یہ مہینے اصل نہیں ہیں، یہ تو ہم نے اپنے تجربہ کی روشنی میں جاڑے گرمی برسات میں بانٹ دیے ہیں، اصل اللہ کی مرضی ہے، وہ جو چاہے کرے اور جیسے چاہے کرے، ہم تو اللہ کے بندے ہیں، راضی برضائے الٰہی رہنما ہمارا شیوہ ہے، موسم کا مزاج بدلے یا قطب شمالی کی برف پگھلے، ہم تو قیامت کو مانتے ہیں اور یہ بھی کہ قیامت قریب ہے، فکر اپنے اعمال کی ہونی چاہیے اور تیاری قیامت کے بعد کی، کیا ہم اس کے لیے تیار ہیں؟ یہ ایک سوال ہے جس کا جواب ہر کس وناکس کو اپنے اندر تلاشنا چاہیے۔

پھیلتا دائرہ

بدعنوانی کے اسباب وعلل اور قوموں کی تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ انسان کی اخلاقیات نے دین وشریعت سے جب جب دوری اختیار کی اور اخلاق رذیلہ کو اپنانا تو برائی پھیلی، بدعنوانی بڑھی اور روئے زمین پر فساد وبگاڑ کا بول بالا ہوا، لوگ خواہی نخواہی ایسے کام کرنے لگے جو غلط ہے اور جو قوموں کے کیرکٹر وکردار کی صورت حال کو واضح کرتا ہے۔

ان بُرے کاموں میں ایک چوری ہے، پہلے زمانے میں مال ودولت، غلے، اناج اور غذائی اجناس کی چوری کا تصور تھا، شریعت نے اس بُرائی کو روکنے کے لیے ایک خاص مالیت کی چیزوں کے چرانے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا رکھی اور اس کو اس سختی سے نافذ کیا گیا کہ ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ ہوتی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹا جاتا، یہ بُرائی کسی خاص صنف میں نہیں، مرد وعورت دونوں میں پائی جاتی ہے، اس لیے اللہ رب العزت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں سے بیعت لیتے وقت جن امور کے بارے میں صراحتاً عہد لینے کا ذکر کیا ان میں ''ولا یسرقن'' یعنی وہ چوری نہیں کریں گی، بھی شامل ہے۔

لیکن اب چوری کا دائرہ بہت پھیل گیا ہے، اب مسودات چُرا لیے جاتے ہیں، نیٹ سے رازوں کو غائب کر دیا جاتا ہے، میوزک کی دھنیں، کہانی کا پلاٹ، اشعار کے افکار وخیالات، ملی اداروں کے پروجکٹ تک چرا لیے جاتے ہیں، پورا نہیں ممکن ہوا تو چربہ اتار لیا جاتا ہے، خوشہ چینی کر لی جاتی ہے، شعراء حضرات دوسروں کے افکار کو اپناتے ہیں تو انہیں توارد کا نام دیا جاتا ہے، کبھی واقعتاً توارد ہوتا ہے، کبھی ان خیالات کو رفعت بھی عطا کر دی جاتی ہے، چوری کا یہ فن کسی خاص طبقے میں نہیں، بڑے چھوٹے سب کے یہاں پایا جاتا ہے، جن لوگوں کا مطالعہ وسیع ہے وہ اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتے، ان دنوں امتحانات میں کتابوں سے جوابات چُرانے کی بیماری عام ہے اور چند سال پہلے تک یہ بیماری بدنامی کی حد تک طلبہ میں پائی جاتی تھی، جوابات کی چوری امتحان گاہ میں ہوا کرتی تھی، لیکن اب تو سوالات ہی چُرا لیے جاتے ہیں، ہم لوگ جسے سوال کا امتحان سے قبل آؤٹ ہونا کہتے ہیں، وہ اصلاً مخصوص جگہ سے وقت سے پہلے سوالات کا چرا لینا ہی تو ہے، اس کام کے لئے ہمارے یہاں ''منا بھائی'' کو بہت شہرت ملی اور اب جو کوئی اس کانڈ میں پکڑا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ اتنے ''منا بھائی'' پکڑے گیے، یہ بیماری اس قدر عام ہو گئی ہے کہ اسے روکنے کے لیے سرکاری سطح پر کی جانے والی کوششوں سے اوپر اٹھ کر حال میں ہندی اخبار دینک بھاسکر نے اس کے خلاف مہم چلائی، جس کے تحت پورے بہار سے ۸۷۱۱ اسکولوں کے ۶۷۰۴۸۷ لاکھ بچوں نے امتحانات میں چوری نہ کرنے کا حلف لیا، بورڈ کے چیرمین نے اگلے سال سے فارم میں ہی اس حلفیہ بیان کو شامل کرنے کا اعلان کیا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ امتحان میں چوری کرنے والے اگر نقل کی تکنیک کے بجائے اپنا دماغ پڑھائی میں لگاتے تو چوری کی ضرورت ہی نہیں پڑتی، ابھی حال میں ہائی اسکول کے امتحان میں جوتے اور موزے پہن کر امتحان دینے کی اجازت نہیں دی گئی، کیوں کہ چوری کے لیے چِٹھ پرزے کا وہ اسٹور روم بن گیا تھا، نقل کرنے والوں نے اس بار کچھ نئے طریقے ایجاد کر لیے، ہاتھوں کی مہندی اور نیل پالش کے طور پر سوالوں کے جوابات پینٹ کر لیے گیے، اب اسکول انتظامیہ ناخن اور مہندی تو اتروانے سے رہی، البتہ اس طریقہ میں اخراج کے امکانات بہت ہیں، رنگے ہاتھوں دھرانا اسے ہی کہتے ہیں، چوری کی یہ حرکت علم کے دروازے بند کر دیتی ہے اس کی وجہ سے صلاحیتیں کمزور ہو رہی ہیں اور معیاری تعلیم کا فقدان ہوتا جا رہا ہے، اس کے علاوہ ''نقل راچہ عقل'' کا پرانے فارمولے پر عمل کرتے ہوئے بغیر سوچے، سمجھے پرچی نقل کر دینے سے مضحکہ خیز صورت حال پیدا ہو جاتی ہے، پولس کے ڈنڈے کے خوف سے چِٹھ پہونچانے والے نے جواب کے بجائے کچھ اور پھینک دیا تو وہ بھی جواب کا حصہ بن جاتا ہے، باخبر لوگوں کا کہنا ہے کہ اس وقت ریاست کے ہر امتحان پر نقل مافیاؤں کا سایہ ہے، نقل کرنے والے طلبہ کی نفسیات بھی الگ الگ ہوتی ہے، کبھی تو استاذ ہی انہیں نقل پر ابھارتے ہیں، کبھی ساتھیوں کی دیکھا دیکھی اور کبھی اچھے نتیجہ کے حصول کے لیے طلبہ امتحان میں چوری کرنے لگتے ہیں، وجہ کوئی بھی ہو، نقل کا موقع دینا تعلیم کے ساتھ بڑا دھوکہ ہے، یہ ایک داغ ہے، جو امتحان دینے والے کے چہرہ پر لگا ہوا ہے، ہمیں ہر قیمت اور ہر سطح پر اس پھیلتے دائرے کو ختم کرنے کی جدوجہد کرنی چاہیے تبھی معیاری تعلیم کے حوالہ سے بہار کا نام روشن ہوگا۔

خوشامد

''ایک شخص نے حضرت عمر فاروقؓ سے دریافت کیا: ہم لوگ جب اپنے امراء کے سامنے جاتے ہیں تو کچھ اور کہتے ہیں اور جب وہاں سے نکلتے ہیں تو کچھ اور کہتے ہیں، آپ کے خیال میں یہ طرز عمل کیسا ہے؟ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا: سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہم لوگ اس رویے کو منافقت سے تعبیر کیا کرتے تھے اور سن لو کہ خوشامد بھی منافقت ہی کی ایک قسم ہے۔''

بلا تبصرہ

''بدعنوان ملکوں کی فہرست میں بھارت دو پائیدان پھسل کر اکاسی (۸۱) ویں مقام پر پہونچ گیا ہے، صومالیہ اس بار بھی سب سے بدعنوان ملک تسلیم کیا گیا ہے، اس رپورٹ سے یہ آسانی سے پتہ لگایا جا سکتا ہے کہ جس ملک میں سرکار نام کی چیز نہیں ہے یا سرکار کا رویہ مذبذب والا ہے، وہاں بدعنوانی عروج پر ہے، بھارت کا دو پائیدان لڑھکنا بتاتا ہے کہ یہاں بھی سرکار بدعنوانی سے لڑنے میں سرگرم نہیں ہے، یہ انتہائی افسوس کا مقام ہے۔''

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

دامن کو گناہوں کے کانٹے سے بچایئے:

﴿اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ رکھے، وہ اس کو کافی ہے۔﴾ (سورۂ طلاق)

مطلب: خالق کائنات نے دنیا وآخرت میں فتح وکامرانی اور اطمینان وسکون کے حصول کے لیے جواٹل قانون بنایا ہے، وہ یہی ہے کہ آدمی صاحب ایمان ہو اور صاحب تقویٰ ہو، تقویٰ کا مطلب ہے کہ ظاہر وباطن اور جسم وجان سے اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا اور جن چیزوں سے منع کیا ہے، اس سے باز رہنا ہو، جب دل میں یہی فکر پیوست ہوجائے تو انسان کا خالق سے ربط وتعلق مضبوط ہوجاتا ہے، وہ کہیں بھی ہو، اپنے کو اکیلا اور بے سہارا محسوس نہیں کرتا، اس کے سامنے کہیں اندھیرا نہیں ہوتا، مشکل سے مشکل حالات میں بھی نہیں گھبراتا، چنانچہ رب کائنات کا ارشاد ہے کہ جس کسی نے تقویٰ اختیار کیا اور اچھے کلمہ کی تصدیق کی، ہم اسے آسانی میں پہونچادیں گے؛ یعنی جو تقویٰ اختیار کرے گا، اللہ اس کے لیے آسانی کی راہ نکالیں گے اور ایسی جگہ سے رزق عطا کریں گے، جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا، جو ہر معاملہ میں اللہ پر بھروسہ رکھے گا، اسے دشواری کا احساس کہیں نہیں ہوگا، جس کے ساتھ کوئی بڑی طاقت ہوتی ہے، اسے کوئی مسئلہ پریشان نہیں کرتا اور اللہ سے بڑھ کر کون صاحب طاقت وقوت ہے؟ اس لیے صاحب تقویٰ کو وقت اور حالات کی ناہمواری سے نہیں گھبرانا چاہیے، یہ سب ان کے لیے امتحان وآزمائش کے لیے ہیں، اس میں بہتر یہی ہے کہ صبر سے کام لے اور اپنے مقصد تقویٰ کی تکمیل میں لگا رہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ تمہاری آزمائش ہوگی، تم بہت سی دل آزاری کی باتیں سنو گے، ان لوگوں سے بھی جنہیں تم سے پہلے آسمانی کتابیں دی گئیں اور ان لوگوں سے بھی جو کفار ومشرکین ہیں، اگر ان مواقع پر صبر کرو گے اور پرہیز رکھو گے تو تمہارے لیے اچھا ہوگا؛ کیوں کہ صبر وتقویٰ تاکید احکام میں سے ہیں، یہ دنیا ایک خارستان ہے، گناہوں کے کانٹوں سے بھری پڑی ہیں، اس لیے دنیا میں اس طرح چلنا اور زندگی گذارنا چاہیے کہ دامن گناہوں کے کانٹوں سے نہ الجھے اور رب کائنات کی رضا وخوشنودی کے کاموں میں لگے رہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی نے لکھا ہے کہ جو لوگ دنیا میں اللہ سے ڈرتے ہیں، آخرت میں بالکل مامون وبے فکر ہوں گے، ہر قسم کے عیش وآرام کے سامان ان کے لیے حاضر ہوں گے اور یہ انعام ہی کیا کم ہے کہ دوزخ کے عذاب سے اللہ محفوظ رکھے گا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کا ڈر دارین کے خزانوں کی کنجی اور تمام کامیابی کی شاہ کلید ہے، اسی سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں، گنا معاف ہوتے ہیں اور تمام پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔

بے حیائی کے سیلاب کو روکیے:

{حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان چلنے سے منع فرمایا ہے۔} ابوداؤد)

وضاحت: زمانہ جاہلیت میں عورتیں بن سنور کر مردوں میں بے باک گھومتی رہتی تھیں اور وہ زیب وزینت کی عجیب وغریب تدبیر اختیار کرتیں، میلے ٹھیلے میں عام مردوں سے آزادنہ اختلاط کے باعث بہت سے فتنے پیدا ہوجاتے ہیں، جس کی وجہ سے عرب کا معاشرہ شر وفساد کی آماجگاہ بن گیا تھا، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت بن کر مبعوث ہوئے تو آپ نے جاہلی بے پردگی کو ختم کیا اور عورتوں کے سروں پر عزت کا تاج رکھا اور اس کو حدود شرعی میں رہتے ہوئے پردہ میں رہنے کی تعلیم دی اور یہ بھی کہا کہ ہاں اگر کسی ضرورت سے گھر سے نکلنا ہو تو جاہلیت کے طریقہ پر بن سنور کر نہ نکلو؛ بلکہ حجاب وپردہ کے ساتھ نکلو، راستہ میں کنارے سے چلو، اگر مرد اپنی محارم عورتوں کے ساتھ ہو تو بھی بہتر یہی ہے کہ دونوں ایک ساتھ نہ چلیں، بلکہ آگے پیچھے ہوکر چلیں، ہاں اگر کوئی مجبوری ومعذوری لاحق ہو تو پھر ساتھ چلنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، گویا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محارم کے لیے بھی بڑی احتیاط برتنے کی تلقین کی تو پھر یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ غیر محرم مرد عورتوں کے غول میں چلے؛ کیوں کہ اس صورت میں اس بات کا اندیشہ ہے کہ اس سے فحاشی اور بے حیائی کے دروازے کھلیں گے اور دل میں گندے خیالات وجذبات ابھریں گے۔ ابوداؤد شریف میں ہے کہ حضرت ابوسعید انصاری سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ مسجد سے نکلنے کی حالت میں فرمارہے تھے، جبکہ مرد عورتوں کے ساتھ راستہ میں مختلط ہوگئے تھے، آپ نے عورتوں سے فرمایا کہ پیچھے ہٹ جاؤ؛ کیوں کہ راستہ کے بیچ میں چلنا تمہارے لیے درست نہیں ہے، تم راستہ کے کناروں کو لازم پکڑو، اس حکم کے بعد عورتیں دیوار سے لگ کر چلا کرتی تھیں، یہاں تک کہ دیوار سے لگ کر چلنے کی بنا پر ان کے کپڑے دیوار سے اٹک جاتے۔ آج بھی دنیا کے مہذب معاشرے میں عورتیں مردوں سے قطعی طور پر اختلاط سے گریز کرتی ہیں، خاص کہ دیہات وقصبات میں یہ منظر دیکھنے کو ملتا ہے؛ لیکن مغرب زدہ معاشرہ میں بے حیائی کا ایسا سیلاب امنڈ پڑا ہے کہ لڑکیاں لڑکوں کے شانہ بہ شانہ چلنے میں فخر محسوس کرتی ہیں، فیشن پرستی کے اس عہد جدید میں ترقی اور آزادی کا نام دے کر ہوٹلوں، ریسٹونٹوں، پارکوں اور کلبوں میں لڑکیاں سامان زینت بنتی ہیں، مغربیت نے لڑکے اور لڑکیوں کو اس قدر بے غیرت بنادیا کہ ملبوسات سے اندازہ لگانا مشکل ہوگیا ہے کہ اس کی جنسیت کیا ہے؟ لڑکا ہے یا لڑکی؟ جس کی وجہ سے خاندانی نظام کے تانے بانے بکھر رہے ہیں، معاشرے میں فحاشی وعریانیت بڑھتی جارہی ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ سماج کے صالح اور امن پسند اصحاب اس کی اصلاح کے لیے فکرمند ہوں اور اپنے گھر کا جائزہ لے کر اس امنڈتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

غیر مسلموں کے ساتھ عدل وانصاف اور احسان کا سلوک کرنا

میں ایک مقامی لیڈر ہوں، میرے علاقہ میں ایک مندر کی زمین کا تنازع چل رہا تھا، جس پر کچھ لوگوں نے ناجائز طور پر قبضہ کرلیا تھا، میں نے اس تنازع کو ختم کرکے اس زمین کو اس کے اصل مالکان کے سپرد کیا، جہاں پر ان لوگوں نے مندر تعمیر کی؟ اس پر مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں نے میرے خلاف لوگوں کو بھڑکادیا اور ہمارا سماجی بائکاٹ کردیا۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ جو کام میں نے کیا کیا وہ شرعاً ناجائز ہے؟ اور اس بات پر سماجی بائکاٹ کرنا صحیح ہے؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

قرآن مقدس کی مشہور آیت ہے ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ﴾ (سورہ نحل آیت: ۹۰)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تین کام کرنے کا حکم دیا ہے اور تین کاموں سے روکا ہے۔ پہلا حکم یہ ہے کہ تمام انسانوں کے ساتھ عدل وانصاف کا معاملہ کیا جائے، خواہ اسکا مذہب کوئی بھی ہو، یعنی اگر دو فریق کے درمیان کوئی معاملہ ہو تو حق وانصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے، مصالحت کرادیا جائے اور فتنہ وفساد کو ختم کرادیا جائے، گرچہ اس کا مذہب کچھ بھی ہو مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ اور دوسرا حکم احسان کرنے کا ہے کہ تمام مخلوقات کے ساتھ خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم، انسان ہو یا حیوان، اچھا سلوک اور ہمدردی اور خیر خواہی کا معاملہ کیا جائے۔ دوسری جگہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: ﴿إِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ﴾ (سورہ نساء آیت: ۵۸) یعنی جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو عدل وانصاف کے ساتھ کیا کرو۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بین الناس فرمایا ہے، "بین المسلمین یا بین مؤمنین" نہیں فرمایا ہے، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ حق وانصاف کے معاملہ میں لوگوں کے درمیان صحیح فیصلہ کیا جائے، خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم، دوست ہوں یا دشمن، اپنے ہوں یا غیر، فیصلہ کرنے والوں کا فرض ہے کہ حق وانصاف کے مطابق فیصلہ کرلے اور صاحب حق کو اس کا حق دلائے۔ تیسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ﴾ (سورہ مائدہ آیت: ۸) یعنی کسی قوم کی عداوت ودشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف کے خلاف کوئی کام کرو۔ تمام آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ حق وانصاف پر قائم رہنا اور دو فریق کے درمیان صحیح فیصلہ کرنا ایک مسلمان کی شرعی واخلاقی ذمہ داری ہے، یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جسکو قرآن کی مذکورہ تمام آیتوں میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا صورت مسؤلہ میں غیر مسلم کے باہمی اختلاف کو دور کرکے حق وانصاف کے تقاضہ کے مطابق اختلافات اور باہمی جھگڑے کو ختم کرا کر آپ نے صاحب حق کو زمین دلادی ہے، خواہ مندر کی زمین ہی کیوں نے ہو بالکل صحیح اور بہتر ہے، اس بنیاد پر جن لوگوں نے آپ کے بائکاٹ کا فیصلہ کیا ہے وہ شرعاً غلط اور باعث گناہ ہے، مسلمانوں پر لازم وضروری ہے کہ اس طرح کی غلط فہمیوں سے پرہیز کریں اور حق وانصاف کے تقاضے کا خیال رکھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بغیر قبضہ کیے ہوئے خریدے ہوئے سامان کو بیچنا

میں آلو کا کاروبار کرنا چاہتا ہوں، اور کولڈ اسٹور سے تجارت کرنا چاہتا ہوں، آلو کی تجارت دو طرح سے ہوتی ہے، بعض تاجر کسی دوسری جگہ سے آلو خرید کر لاتے ہیں اور کولڈ اسٹور میں اسٹاک کرتے ہیں اور بعض تاجر کولڈ اسٹور کے مالک سے ہی آلو خریدتے ہیں اور کولڈ اسٹور کا مالک آلو کا وزن، اس کی قیمت وغیرہ کی پوری تفصیل ایک وثیقہ نامہ کے طور پر تاجر کو دیتے ہیں، لیکن آلو کا ڈھیر تاجر نہیں دیکھتے ہیں،، پھر جب ان آلوؤں کو بیچنے کی باری آتی ہے، تو تاجروں کو دونوں اختیار ہوتا ہے کہ وہ آلو کولڈ اسٹور مالک کے پاس بیچ دے یا کسی دوسری جگہ لے جا کر بیچے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ایسی صورت میں کولڈ اسٹور مالک کے پاس یہ آلو بیچنا جائز ہے؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں آپ نے کولڈ اسٹور کے مالک سے آلو خریدا اور یہ خرید وفروخت کا معاملہ صرف کاغذ پر ہوا، آپ نے آلو پر قبضہ نہیں کیا تو پھر آپ کے لیے اس کولڈ اسٹور کے مالک یا کسی دوسرے شخص سے فروخت کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، اس لیے کہ یہ صوت بیع قبل القبض (قبضہ سے پہلے خرید وفروخت) کی ہے اور اشیاء منقولہ کی بیع قبضہ سے پہلے از روئے شرع جائز نہیں ہے۔

موبائل ٹاور لگانے کے لیے زمین کرایہ پر دینا

حضرت، ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا ہم اپنے کھیت میں موبائل ٹاور کے لیے اگریمنٹ (معاہدہ) پر لگوادیں اور وہ ہر ماہ کرایہ دیں، تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

کھیت کا حصہ متعین کرکے کرایہ پر دینا تا کہ اس میں کرایہ دار موبائل ٹاور لگائے جائز ہے بشرطیکہ کرایہ کی مقدار بھی متعین اور معلوم ہو۔ اور جو بات) معاملہ (طے ہوا سے اگریمنٹ کے طور پر تحریر کروالینا بھی جائز ہے، کوئی بات گول مول یا اصول شریعت کے خلاف نہ ہو۔

رشوت دے کر لی گئی ڈگری پر نوکری کرنے کا حکم

زید نے سرکاری مدرسے یا اسکول سے سند حاصل کیا اور وہ بھی نقل کرکے یا رشوت دیکر۔ تو کیا حکم ہے اس کے بارے میں کہ وہ کس کام میں وہ سند استعمال کرسکتا ہے؟ اور اس سند کی بنیاد پر سرکاری نوکری وغیرہ کرسکتا ہے یا نہیں؟ تفصیل کے ساتھ بیان فرمائیں۔

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

رشوت دے کر ڈگری حاصل کرنا جائز نہیں، تاہم اگر کسی میں اہلیت ہو اور وہ اس ڈگری سے کوئی ملازمت حاصل

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلدنمبر 56/66 شمارہ نمبر 11 مورخہ ۲۳/جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۲/مارچ ۲۰۱۸ء روزسوموار

اِنِ الْحُکْمُ اِلاَّ لِلّٰہ

قرآن کریم اوراحادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جواحکام وہدایات دی گئی ہیں وہ اٹل ہیں،ان میں تبدیلی کی گنجائش نہیں ہے،اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت کا بنایا ہوا قانون ایک ایسی ذات پاک کا بنایا ہوا قانون ہے جواپنی مخلوق کی تمام ضرورتوں اوراس کے فطری اوصاف وکمالات سے پورے طور پر واقف ہے، وہ ایک ہے،اس کا کوئی خاندان نہیں ہے،کوئی علاقہ نہیں ہے،کوئی زبان نہیں،اس کی اپنی کوئی ضرورت نہیں ہے،وہ نہ کھاتا،نہ پیتا ہے،نہ سوتا ہے،وہ بے نیاز ہے،اس کا اپنا کوئی مفادنہیں ہے،وہ اپنی مخلوق کی ضروتوں سے واقف ہے،پھراس کا علم پوری کائنات کومحیط ہے،اس کے علم میں ماضی، حال اور مستقبل کی کوئی تفریق نہیں ہے،اس کے لئے تینوں زمانے یکساں ہیں،وہ جس طرح ماضی اورحال کو جانتا ہے ویسے ہی وہ مستقبل کے تمام پیش آنے والے واقعات وحوادثات،تغیر وتبدل اور بدلتی قدروں سے واقف ہے،اس لیے اس نے جوقانون بنایا وہ اس کے لامحدودعلم کا مظہراتم ہے۔

اس کے برعکس انسان کاعلم انتہائی محدود،اوراس کی ضرورتیں لامحدود ہیں،اس کے مفادات،قبائلی نسلی اور لسانی تعصب پر مشتمل ہیں،جس کی وجہ سے ہردور میں اسے قانون بنانے اسے تبدیل وترمیم کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تاکہ اس کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اس کی ذات برادری اوراس کے علاقے وغیرہ کو پہونچے،یہی وجہ ہے کہ ہرملک کا قانون الگ ہوتا ہے، بلکہ ایک ملک کی بعض ریاستوں میں ریاستی قانون بھی الگ ہوجاتے ہیں،کیوں کہ سب کا اپنا اپنا مفادہوتا ہے۔

خودہمارے ہندوستانی قانون کی کتنی دفعات ارسٹھ سالوں میں بدل چکی ہیں اور کتنے دفعات کا اضافہ کیا جاچکا ہے۔

اس کے برعکس اللہ کے بنائے ہوئے قانون میں تبدیلی کی ضرورت کسی مرحلے میں پیش نہیں آتی اور وہ ہردور کی ضرورتوں کی تکمیل کی صلاحیت رکھتا ہے،جن ممالک میں الٰہی قانون پر پورے طور پرنہیں،تھوڑا بہت بھی عمل ہے وہ بڑی حدتک مطمئن ہیں اور مال ودولت کی فراوانی اللہ نے ان کو دے رکھی ہے۔

یہاں یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ مسلمان اللہ کے قانون کا پابند ہے،اوراس کی بقا کے لیے اسے جدوجہد کرنی چاہیے،اس معاملہ میں اگرکسی مسلم ملک نے اللہ کے قانون کا پاس ولحاظ نہیں رکھا اور اس نے اپنے طور پر کچھ تبدیلیاں کرڈالیں تو اس نے بہت غلط کیا،اس کو دلیل اور ثبوت بنا کر کسی بھی مسلمان کو اس کی تقلید کرنے یا کسی ملک میں اس جیسی تبدیلی کرنے پر آمادہ نہیں کیا جاسکتا،کیونکہ کسی مسلمان یا کسی مسلم ملک کا اللہ کے قانون کے خلاف کرنا دوسرے مسلمان کے لیے نہ حجت ہے نہ دلیل، مؤمن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند۔

ہندوستان میں مغلیہ دورحکومت میں اللہ کے قانون کا احترام ملحوظ تھا،پورے طور پرتو نہیں،لیکن بڑی حدتک اسلامی قانون کا پاس ولحاظ رکھنے کی روایت قائم تھی،اورکم ازکم الحادوکفر کی دعوت دینے کی ہمت کسی میں نہیں تھی،لیکن مغلیہ حکومت کے زوال کے بعد انگریزوں کے دورحکومت میں اسلامی قانون کی پامالی کے واقعات کثرت سے ہوئے اوراس کوختم کرنے کے منصوبے نہ صرف بنائے گیے،بلکہ پورے ہندوستان میں کوشش کی گئی کہ مسلمان اپنے دین ومذہب پر قائم نہ رہیں،اوران میں ایک ایسی نسل پروان چڑھائی جائے جو جسمانی طور پر ہندوستانی اور دل ودماغ کے اعتبار سے انگریزی تہذیب وثقافت کا نمونہ ہوں،یہی وہ دور ہے جس میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے دارالعلوم قائم کرکے اس سیلاب بلاخیز کوروکنے کی عملی جدوجد کا آغاز کیا،اور جب پورے قانون الٰہی پرعمل درآمد کی شکل باقی نہیں رہی،تو ایسے قوانین جن کا تعلق مسلمانوں کے آپسی معاملات سے تھے،مثلاً نکاح،طلاق،خلع،وراثت،ہبہ،پرورش،وغیرہ جس میں ہمیں کسی دوسرے مذہب کے ماننے والے سے سابقہ نہیں پڑتا اور جس میں دونوں فریق مسلمان ہوتے ہیں،اور جسے مسلم پرسنل لا کہتے ہیں اس کی حفاظت کے لیے منظّم کوشش کی گئی،اسے باقی رکھنے کیلئے علماء نے قربانیاں دیں،اسکی داستان بڑی طویل ہے،ان قربانیوں کے نتیجے میں مسلم پرسنل لا یعنی شریعت اپلیکیشن ایکٹ ۱۹۳۷ء پرآزادی سے پہلے بھی عمل ہوتا رہا اورآزادی کے بعد بھی دفعہ ۲۵ کے تحت اس آزادی کو باقی رکھا گیا اور واضح کیا گیا کہ ہرمذہب کے ماننے والے کو اپنے معتقدات اور رسم ورواج کے مطابق زندگی گذارنے کی مکمل آزادی ہوگی اوران کے پرسنل لا سے چھیڑ چھاڑ نہیں کیا جائے گا۔

ہم ہندوستانی مسلمان اسلامی افکاروعقائداوراحکام وہدایات کے پابند ہونے کے ساتھ ہندوستانی آئین کی بھی وفاداری کا دم بھرتے ہیں،اسی لیے جب جب دفعہ ۲۵ کے بنیادی حق پرحکومت حملہ کرتی ہے تو ہم دستور کے تحفظ کے لئے میدان میں کود پڑتے ہیں اور حکومت کو بتاتے ہیں کہ کسی بھی مذہب کے پرسنل لا کوختم کرنے کی کوشش دراصل دستور ہند کی خلاف ورزی ہے،اورہم جیتے جی ایسا نہیں ہونے دیں گے،اس کے دستور ہند کے بنیادی حقوق کی دفعات کو بچانے کام کیا،جس کے نتیجے میں متبنیٰ بل اورطلاق کے بعد منٹی ننس کے قانون سے مسلمانوں کو الگ رکھا گیا۔

مسائل اوربھی آئے،ہمارے قائدین کی مومنانہ فراست اورحکمت وبصیرت کے ساتھ مخالفت کی وجہ سے ہمیں کامیابی ملتی رہی،اب پھروقت آگیا ہے،کیونکہ حکومت یونی فارم سول کوڈ کی راہ پرچل پڑی ہے،اس نے عدالت اور لاکمیشن دونوں کو اس کام پرلگا رکھا ہے کہ مسلم پرسنل لا پر سوالات کھڑے کئے جائیں ان سوالات واعتراضات کا سہارا لے کرمسلم پرسنل لا کودفن کردیا جائے،لیکن ایسانہیں ہوسکتا کیونکہ مسلم پرسنل لا ہمارے دین وایمان کا لازمی حصہ ہے اورہم اس سے کسی بھی قیمت پر دست بردارنہیں ہوسکتے،اس معاملے میں سارے مسلک اورمکتب فکر کی ایک رائے ہے،مسلم پرسنل لا بورڈ کی قیادت بھی انتہائی مضبوط ہے،ہمیں امید ہے کہ لے پالک بل اورنفقہ مطلقہ کی طرح تین طلاق بل کے معاملہ میں فتح،حق کی ہوگی جوہمارے ساتھ ہے۔

شمال مشرق میں بھگواپرچم

ملک کی مختلف ریاستوں سے جس طرح کانگریس کا صفایا ہوا ہے،اسی طرح کمیونسٹوں کوبھی زوال کا سامنا ہے،تری پورہ میں گذشتہ پچیس سالوں سے مارکسوادی کمیونسٹ پارٹی اقتدار میں تھی،مغربی بنگال میں کوئی تیس سال بلاشرکت غیرے اس کا اقتدار پرقبضہ رہا،لیکن مغربی بنگال میں ممتا بنرجی کی ترنمول کانگریس نے مارکسوادیوں کا صفایا کیا اوراب تری پورہ بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا،یہاں ساٹھ سیٹوں پر مشتمل اسمبلی میں تینتالیس (۴۳) سیٹیں بی جے پی نے حاصل کیں اورسی پی ام کوصرف سولہ نشستوں پراکتفا کرنا پڑا کانگریس اوردیگر پارٹیوں کا کھاتہ بھی نہیں کھل سکا،شمال مشرق کی دوسری ریاستوں میں بھی کانگریس اقتدار سے بے دخل ہوگئی،ناگالینڈ میں اس کا کوئی امیدوار کامیاب نہیں ہوسکا،بھاجپا یہاں بھی توڑ جوڑ کر کے حکومت میں شریک ہوگئی کیوں کہ بھاجپا نے یہاں بھی ۲۷ نشستوں پر قبضہ کرلیا اوراسے ان پی اف سے صرف دوسٹ کم ملی،چاردیگر کا ساتھ ملنے کی یہاں بھی اس نے حکومت بنالیا،میگھالیہ کا نتیجہ بھاجپا کی توقع کے خلاف رہا اور اسے صرف دوسیٹوں پرقناعت کرنی پڑی،کانگریس نے اکیس سیٹیں حاصل کیں،دیگرکوسترہ سیٹوں پر کامیابی ملی،کانگریس کی حریف ان پی پی نے ۱۹/سیٹیں حاصل کر کے غیرکانگریسی حکومت کے قیام کے لیے بھاجپا اور دیگر سے سمجھوتہ کرلیا،اس طرح دیکھیں تو شمال مشرق میں بھگوا پرچم لہرا گیا ہے اورتری پورہ میں ملک کے انتہائی ایماندار راہنماؤں میں سے ایک وزیراعلیٰ مانک کوشکست سے دوچار ہونا پڑا۔

جمہوریت میں اقتدار کی تبدیلی ہوتی رہتی ہے اورسیاسی جماعتیں اسے کھلے دل سے قبول کرتی ہیں،بلکہ فاتح پارٹی کومبارک بادی بھی دی جاتی رہی ہے،لیکن تری پورہ میں الیکشن جیتنے کے بعد بی جے پی کے کارندوں نے جوطوفا برپا کررکھا ہے،وہ ہندوستانی روایات کے خلاف ہے،تری پورہ کے بلونیا میں کالج اسکوائر میں نصب لینن کی مورتی کو جے سی بی لگا کرزمین بوس کردیا گیا ہے،اس کے بعد جوتشدد بھڑکا ہے،اس میں سات سوستر سے زائدمقامات میں ہنگامے ہوئے،ایک ہزار سے زائدلوگ اس تشدد کے نتیجے میں زخمی ہوئے ہیں، یہ ایک افسوسناک صورت حال ہے اوراس کی ہے۔

ان نتائج کے تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انتخاب جیتنے کے لیے صرف ایماندار ہونا کافی نہیں ہے،دراصل کمیونسٹ نظام حکومت پورے اصول وآداب کے ساتھ تو روس اورچین میں بھی باقی نہیں ہے،ہندوستان میں بھی عوام نے اس نظام کو یک سرمسترد کردیا ہے،اب صرف کیرالہ کمیونسٹوں کا آخری قلعہ ہے،وہ بھی کب تک سلامت رہے گا کچھ کہنا مشکل ہے،گذشتہ سالوں میں رائے دہندگان کا رجحان یہ بھی سامنے آیا ہے کہ وہ حکومت بدلتے رہنے پر یقین رکھتے ہیں،شمال مشرق میں یہ بدلاؤ بی جے پی کی حکمت عملی سے زیادہ رائے دہندگان کے اس رجحان اورکمیونسٹ نظریہ کے آؤٹ آف ڈیٹ (Out of Date) ہونے کا نتیجہ ہے۔

دل کی بات

بابری مسجد معاملہ کوعدالت سے باہرتصفیہ کرانے کی مہم میں تنہا پڑگیے شری شری روی شنکر نے بوکھلاہٹ میں ایسا بیان دیدیا،جس سے بلی تھیلے سے باہرآگئی،انہوں نے کہا کہ اگرعدالت سے باہر بابری مسجد کا تنازعہ حل نہیں کیا گیا تو ہندوستان شام بن جائے گا اور اگر عدالت کا فیصلہ ہندوؤں کے خلاف آتا ہے تو کسی بھی صورت میں اکثریتی طبقہ عدالت کے فیصلے کوتسلیم نہیں کرے گا۔

اس بیان کا حاصل یہ ہے کہ مسلمانوں کومسجد کی آراضی سے دست بردار ہوجانا چاہیے،اگرنہیں ہوں گے تو مسلمانوں کو ہندوستان میں سیریا جیسے حالات کا سامنا کرنا پڑے گا اورقتل وغارت گری کا بازارگرم کردیا جائے گا،یہ کھلی ہوئی مسلمانوں کودھمکی ہے،بیان کے دوسرے جز سے عدالت پردباؤ بنانے کی کوشش کی گئی ہے کہ عدالت نے اگر فیصلہ خلاف میں دیا تواسے تسلیم نہیں کیا جائے گا،یہ تو عدالت کی توہین جیسی بات ہے، عدالت کو چاہیے کہ وہ اس بیان کا نوٹس لے اورروی شنکر جی کوعدالت کے کٹھرے میں کھڑا کرے تاکہ توہین عدالت کا حوصلہ آئندہ کسی کونہیں ہو،یہ ایک اچھی بات ہے کہ سپریم کورٹ نے فیصلہ کی بنیاد سے آستھا اور عقیدت کوخارج کردیا ہے،اورحقیت کی بنیاد کو فیصلہ کا مرکز ومحور بنانے کا اعلان کیا ہے،دراصل روی شنکر جی کو یہ بات بھلی نہیں لگی اوردل کی بات زبان پرآگئی۔

نقیب کا یہ شمارہ جب آپ کے پاس پہونچے گا سپریم کورٹ میں اس قضیہ کی سماعت شروع ہوچکی ہوگی،تحمل وبرداشت کے ساتھ دعا جاری رکھیے کہ اللہ خیر کا پہلونکال دے۔ایک فیصلہ دنیوی عدالت سے ہوتا ہے،لیکن ہمارے عقیدے کے مطابق ایک فیصلہ اور ہے جواللہ کرتا ہے اوراللہ کے فیصلے نہ تو دباؤ میں ہوتے ہیں اور نہ

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

قرآنی حقائق اورسائنسی انکشافات

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ایک زمانہ تک عصری اورسائنسی علوم کے ماہرین سائنسی ایجادات،نظریات وخیالات،تحقیقات وتنقیحات کو مذہب سے متصادم جانتے،سمجھتے اورسمجھاتے رہے،پھرقرآنی حقائق کا موازنہ سائنسی انکشافات سے کیا جانے لگااور پایا گیا کہ سائنس کے نظریات حتمی اورآخری نہیں ہیں،وہاں جوتجربات ہورہے ہیں،اس سے نتائج بدلتے رہتے ہیں،کیوں کہ احکام الٰہی اورفرمودات نبوی کے علاوہ کوئی بھی علم یقینی نہیں ہے،سب کے سب ظنی ہیں اس بات کوثابت کرنے کے لیے کہ قرآنی حقائق ہی صحیح ہیں،اس لیے کہ ان کوخالق کائنات نے بیان کیا ہے،مختلف دورمیں علمی،تحقیقی کتابیں لکھی گئیں،ان میں وہ کتابیں زیادہ مقبول ہوئیں،جن کے مصنف قرآنی حقائق کوقرآن کی زبان میں سمجھنےاورسمجھانے پرقادرتھے،ایسی کتابوں میں مذہب اورسائنس، عقلیات اسلام،اسلام اورسائنس اورعلم جدید کاچیلنج کافی مقبول ہوئیں،ان کتابوں کی تالیف وتصنیف کی وجہ سے بہت ساری غلط فہمیاں دورہوئیں،انیسویں صدی کی آخری تین چاردہائیوں میں مولانا عبدالباری ندوی،حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب اورمولانا وحیدالدین خان صاحب نے خصوصیت سے اس کوموضوعِ تحقیق بنایا،جس سے بات پورے طورپرواضح ہوئی،مولانا وحیدالدین خان صاحب نے جب ان کے افکارقابل اعتراض نہیں ہوئے تھے،اس وقت علم جدید کاچیلنج لکھااوراس کے عربی ایڈیشن الاسلام یتحدی نے عرب ممالک کوبھی خاصہ متاثرکیا تھا،اب اسی سلسلے کی ایک کڑی ڈاکٹر محامدعبدالحئ (ایم بی بی اس،ایم،اس جنرل سرجن) کی کتاب قرآنی حقائق اورسائنسی انکشافات طبع ہوکرمنظرعام پرآئی ہے۔

۱۵۲/صفحات کی اس کتاب میں علم فلکیات،علم طب،علم الارضیات،علم الایجاد،علم حیوانات،قرآن اور نفسیات،قرآن اورنظریہ ارتقاء،پراکاسی (۸۱) عنوانات کے تحت تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہےاورثابت کیا گیا ہے کہ سائنسی انکشافات قرآنی حقائق سے متصادم نہیں ہیں،بلکہ سائنس داں جہاں تک برسوں کی تحقیقات کے بعدآج پہونچے ہیں،قرآن نے ان حقائق کو چودہ سوانتالیس سال پہلے بیان کردیا تھااور بار باراس پرزوردیا تھا کہ تم قرآن میں غورکیوں نہیں کرتے،ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں،”جو باتیں قرآن کریم نے چودہ سوسال پہلے کہیں،ایسے وقت میں جب انسانی علوم سے وہ چیزیں اوجھل تھیں اورانسان کاشعورواداراک ان حقائق سے یکسرناواقف تھا،ان حقائق کا پتہ سائنسی تحقیقات نے صدیوں بعد لگایا اورسائنسی شواہد وریسرچ نے ان چیزوں کوہوبہوقرآن کے مطابق تسلیم کیا“

کتاب کے آخری مندرجات مسلم سائنس داں اوران کی خدمات کے متعلق غیرمسلم سائنس دانوں کی رائے، آخری بات اوراظہارتشکرپرمشتمل ہے،آخرمیں مولانا ابونصرفاروق صارم عظیم آبادی کی نظم ”میں ہوں وہ قرآن“اورماہرالقادری مرحوم کی مشہورنظم قرآن کی فریادکوبھی شامل کیا گیا ہے،تاکہ قرآن کریم سے ہرسطح پر جوبےاعتنائی برتی جارہی ہےاس کی صحیح تصویرامت مسلمہ کے سامنے رہے،کتاب کا انتساب دادا،دادی، والد،والدہ اورشریک حیات کے نام ہے،جن کی دعاؤں،سرپرستی،شفقت،تعلیم وتربیت اورخلوص ومحبت بھری رفاقت کے سہارے یہ کام پایہ تکمیل کوپہونچ سکا،کتاب میں کائنات کی تخلیق،زمین کی بیضوی سطح،فضا کی پرتیں،آسمان میں سرخ گلاب،جنین،تخلیقی مراحل،مضغہ،علقہ،تین پردوں سے گھرارحم مادر،مکمل ونامکمل جنین،پہاڑوں کی کیل،فوسل،حفور،میٹھےاورکھارے پانی کے درمیان دیوار،پانی کا چکر،انگلیوں کےنشان وغیرہ عنوانات کے تحت بہت ساری تصویریں دی گئی ہیں،جن کودیکھ کرسائنسی انکشافات کاسمجھنا نسبتاً آسان ہوجاتا ہے،یہ تصویریں ڈاکٹر محامد نے ثبوت کے طورپرمشاہدے کے لیے شامل کتاب کی ہیں، یہ ایک عمدہ اوراچھی کوشش ہے،جس کی وجہ سے قاری کی دلچسپی اس خشک موضوع سے بنی رہتی ہے۔اس کتاب میں جن موضوعات کوڈاکٹر صاحب نے اٹھایا ہےاورجوبحث کی ہےاس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا مطالعہ بھی انہوں نے گہرائی سے کیا ہے،سائنسی توجیہات کوقرآنی آیات سے مدلل کرنے کے لیے جولفظی بحثیں اورتحقیقات انہوں نے کی ہیں اس کی دادنہ دینا زیادتی ہوگی،کتاب کے مندرجات سے سوفی صداتفاق تو کرنا ضروری نہیں ہے،یہ مقام تو صرف قرآن کریم اوراحادیث رسول کو حاصل ہے،بشرطیکہ احادیث بھی سند کے اعتبارسے صحیح ہوں،بقیہ انسانی تصنیفات وتالیفات کے سارے مندرجات سے اتفاق کرنا کبھی بھی ضروری نہیں رہا،یہ عدم اتفاق کبھی تو مطالعہ کی کمی سے ہوتا ہےاورکبھی مطالعہ کی زیادتی سے،ہو سکتا ہے کہ اس کتاب کے بھی بعض مندرجات سے آپ کواتفاق نہ ہواورایسا محسوس ہوکہ سائنسی انکشافات کو قرآنی حقائق سے قریب کرنے کے لیے کچھ زیادہ کھینچ تان کیا گیا ہے،کتاب ہدایت کوکتاب سائنس بنا کر پیش کرنے میں ایسا کبھی کبھی اورکہیں کہیں ہوجاتا ہے،اس عدم اتفاق کے باوجودآپ مصنف کی تحقیق اور قرآن کے مطالعہ سے شغف کی داددیےبغیرنہیں رہ سکتے۔

کتاب پرقیمت درج کی گئی تھی،لیکن پھراس پرسفیدہ لگادیا گیا،مصلحت تو مصنف ہی جانیں،نیوکوالٹی آفسٹ شاہ گنج پٹنہ سے طبع شدہ اس کتاب کی کمپوزنگ سید محمد عادل فریدی نے کی ہے،عبدالحئ کمرشیل کمپلیکس اکزبیشن روڈ پٹنہ،العدل ۲۱۲ امارت فردوس،اکزبیشن روڈ اورکتاب منزل سبزی باغ سے یہ کتاب مل سکتی

گوشۂ ادب

امارت کے کاموں کوآگے بڑھاؤ

نتیجہ فکر : غلام مصطفی اثرؔ

امارت کے کاموں کو آگے بڑھاؤ
جو ہیں خواب غفلت میں ان کو جگاؤ
ترقی کی خود شاہراہیں بناؤ
بصد عزم وہمت قدم کو اٹھاؤ
مصائب جو آئیں تو گھبرانہ جاؤ
امارت کے کاموں کو آگے بڑھاؤ

گھٹا کفر والحاد کی چھا رہی ہے
ضلالت یہ تاریکیاں لارہی ہے
وہی رات عصیاں کی پھر آرہی ہے
ہر اک گھر میں شمع ہدایت جلاؤ
اُجالا بڑھاؤ اندھیرا گھٹاؤ
امارت کے کاموں کو آگے بڑھاؤ

مسلماں سے ہواک مسلماں کو نفرت
نہیں آتی اسلام سے تم کو غیرت
بتاؤ یہ خیر الامم کی ہے سیرت
عداوت سے للہ تم باز آؤ
محبت کا پیغام سب کو سناؤ
امارت کے کاموں کو آگے بڑھاؤ

امارت کی تنظیم کرنا ہے تم کو
شریعت کی تعظیم کرنا ہے تم کو
جو ہو حکم تسلیم کرنا ہے تم کو
کہے جو امیر اس پہ گردن جھکاؤ
اطاعت میں کٹ جائے سر غم نہ کھاؤ
امارت کے کاموں کو آگے بڑھاؤ

وہ ہادیٔ اعظم نبیٔ مکرم
وہ رحمت سراپا وہ نور مجسم
دعائیں جو دشمن کو دیتا تھا پیہم
عمل کرکے خُلقِ پیمبر دکھاؤ
جو ہیں غیر ان کو بھی اپنا بناؤ
امارت کے کاموں کو آگے بڑھاؤ

نہیں بحث وتکرار کا اب زمانہ
کہ ہر بات پر ایک فتنہ اٹھاؤ
یہ طرز عمل ہے محض جاہلانہ
نقوشِ کدورت دلوں سے مٹاؤ
تعصب سے فکر ونظر کو بچاؤ
امارت کے کاموں کو آگے بڑھاؤ

خدا کا ہے تم پر بڑا فضل و احساں
یہ تبلیغ اسلام وتعلیم قرآن
بہرگام تنظیم ملت کا ساماں
شریعت کا قانون گر جان جاؤ
فریب زمانہ کبھی تم نہ کھاؤ
امارت کے کاموں کو آگے بڑھاؤ

یہ دار القضاء مرکز دین وملت
یہ مفتی یہ قاضی یہ نظم عدالت
ہے قائم انہیں سے نظام شریعت
دلوں پر امارت کا سکہ جماؤ
جہاں بھی رہو شان وحدت دکھاؤ
امارت کے کاموں کو آگے بڑھاؤ

ہے یہ شام زندگی، صبح دوام زندگی

پروفیسر ظفرالاسلام اصلاحی

موت کا آنا یقینی ہے، کوئی انسان اس سے انکار نہیں کرسکتا؛ لیکن موت کو یاد کرنا اور ایمان کی حالت میں موت کی فکر رکھنا اصحاب ایمان کے امتیازات میں سے ہے، موت آتی رہتی ہے، یہ ایک عام بات ہے؛ لیکن ایک مومن کے لیے اس کے تعلق سے سب سے اہم بات یہ ہے کہ اسے موت اس حالت میں آئے کہ وہ اسلام پر قائم رہے، اسی حقیقت کی یاددہانی اس آیت: ﴿یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون﴾ (اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے، مگر اس حالت میں کہ تم اسلام پر باقی رہو) میں کرائی گئی ہے کہ ہماری زندگی اس طور پر بسر ہو کہ زندگی کے آخری لمحہ تک ہم اسلام پر قائم رہیں اور آخری سانس تک ایمان سے ہمارا رشتہ برقرار رہے، بلاشبہ ایمان نصیب ہونا بہت بڑی نعمت و دولت ہے، جس کے سامنے ساری دنیا کی دولت ہیچ ہے اور اسی پر خاتمہ ہونا اس سے بڑی دولت ہے، جس کی تمنا ہر وقت ہر مومن کے دل میں موجزن رہتی ہے؛ بلکہ وہ اسی کی آرزو میں جیتا رہتا ہے اور ہر لمحہ اسی کی فکر اسے دامن گیر رہتی ہے، وہ لوگ یقیناً بڑے خوش قسمت ہیں، جو اس انتہائی قیمتی نعمت (حسن خاتمہ) سے سرفراز کئے جاتے ہیں، یہ بات قابل غور ہے کہ مذکورہ سے قبل یہ آیت ہے: ﴿ومن یعتصم باللّٰہ فقد ھدی الی صراط مستقیم﴾ (اور جو کوئی اللہ کا دامن مضبوطی سے پکڑے گا، وہ ضرور صراط مستقیم پالے گا) اور اس کے بعد یہ فرمان الٰہی ہے: ﴿واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا﴾ (اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو)۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ سے تعلق کی مضبوطی سے خاتمہ بالخیر کی راہیں ہموار ہوتی ہیں۔ اللہ رب العزت سے تعلق کی مضبوطی کے لیے ایمان پر استقامت اور نیک عمل پر مداومت کے ساتھ ذکر الٰہی مطلوب ہے، اس ذکر کے تین معروف طریقے (ذکر باللسان، ذکر فی القلب، ذکر بالعمل) ہیں، اور تینوں مطلوب ہیں، اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ ذکر الٰہی کو اللہ سے تعلق کو مضبوط کرنے میں خاص دخل ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿فاذکرونی اذکرکم﴾ (پس تم مجھے یاد رکھو، میں تمہیں یاد رکھوں گا) ظاہر ہے کہ اللہ کا بندے کو یاد کرنے سے مراد اس کا خاص رحمت کے ساتھ بندے کی طرف متوجہ ہونا ہے، جسے رحمت الٰہی نصیب ہو جائے، اس کے بامراد اور کامیاب ہونے میں کیا شک و شبہ ہوسکتا ہے۔ یہ انتہائی سعادت مندی کی بات ہے کہ کسی کو اللہ کی تائید و نصرت مرحمت ہو جائے، ذکر الٰہی کے برکات میں سے یہ بھی ہے۔

ایک حدیث قدسی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وانا معہ اذا ذکرنی (اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے، میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں) قرآن کریم نے کثرت سے اللہ کے ذکر کامیابی کا وسیلہ قرار دیا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿واذکروا اللّٰہ کثیرا لعلکم تفلحون﴾ (اور اللہ کو خوب یاد کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ)۔

بلاشبہ انسان کی حقیقی فلاح اسی پر موقوف ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

مزید برآں قرآن کریم میں اللہ کو کثرت سے یاد کرنے کو ان اوصاف محمودہ میں شامل کیا گیا ہے، جن کے حاملین کے لیے اللہ رب العزت نے مغفرت کا پروانہ اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے، جیسا کہ یہ آیت بتاتی ہے: ﴿والذٰکرین اللّٰہ کثیرا والذٰکرات اعد اللّٰہ لھم مغفرۃ واجرا عظیما﴾ (اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں ان کے لیے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے)۔

ان سب آیات سے معلوم ہوا کہ قرآن کی نظر میں اللہ کو خوب یاد کرنا اور ہر لمحہ یاد کرنا مطلوب ہے، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نکتہ مزید واضح ہو جاتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کو ہر لمحہ یاد فرماتے تھے۔ حدیث میں اس عمل کو افضل قرار دیا گیا ہے کہ انسان دنیا سے اس حال میں رخصت ہو کہ اس کی زبان اللہ کی یاد سے تر ہو۔

خاتمہ بالخیر کی طلب، ذکر الٰہی میں انہماک اور عمل صالح پر ثبات و استقلال کے ساتھ ساتھ اس کے لیے اللہ رب العزت سے مسلسل دعا مانگتے رہنا بہت ضروری ہے، اس لیے کہ ہمیں جو کچھ نصیب ہوتا ہے، وہ توفیق الٰہی سے، یہ بھی اللہ کا بہت بڑا فضل و کرم ہے کہ اس نے اپنی کتاب عزیز میں کئی مقامات پر حسن خاتمہ کی دعا بھی تلقین فرمائی ہے، ان میں سے ایک یہ ہے: ﴿فاطر السمٰوٰت والارض انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصٰلحین﴾ (اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! تو ہی دنیا و آخرت دونوں میں میرا کارساز ہے، مجھے اسلام پر وفات دے اور نیک لوگوں کی صحبت نصیب فرما) یہ دعا اس لحاظ سے بڑی اہم ہے کہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس وقت مانگی تھی، جب انہیں مختلف قسم کی سخت آزمائشوں سے نجات مل گئی تھی، وہ نبوت سے سرفراز کئے جاچکے تھے اور سلطنت مصر میں انہیں اعلیٰ منصب عطا ہو چکا تھا، ان سب نوازش کے بعد وہ اللہ رب العزت کی جناب میں یہ دردمندانہ التجا کر رہے تھے، اے اللہ! تو نے مجھے بہت سارے انعامات سے نوازا، مجھ پر بڑا فضل و کرم فرمایا، اب میری دلی تمنا یہ ہے کہ میرا خاتمہ ایمان پر نصیب فرما، اس دعا کی معنویت اس طور پر بخوبی سمجھی جاسکتی ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر اور صاحب منصب عظیم کو حسن انجام کی فکر دامن گیز ہوئی تو عام اہل ایمان کو اس کی کس قدر فکر رکھنی چاہیے اور کتنی کوشش کرنی چاہیے، خلوص دل سے دعا کرنا بھی اسی کوشش کا ایک حصہ ہے۔

سورہ یوسف کی اس آیت کے حوالے سے قرآنی دروس کے مجموعہ ''نور ہدایت'' کے مولف گرامی مولانا سید

ملک کی ریاستوں میں پھیلتے جرائم

محمد غوث علی خاموش

ملک کی سب سے بڑی آبادی والی ریاست کہلانے کا اعزاز اتر پردیش کو حاصل ہے تو جرائم میں بھی اس ریاست نے خود کو پہلے مقام پر رکھا ہے، خواتین پر مظالم، دلتوں پر مظالم، سال 2016 میں اتر پردیش میں ہی سب سے زیادہ پیش آنے کا انکشاف NCRB نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے، میٹرو شہروں پر نظر کریں گے تو دہلی میں سب سے زیادہ عصمت ریزی کے جرائم پیش آئے، اسی طرح بیرونی ممالک کے سیاحوں کے لیے بھی غیر محفوظ مقام ہونے کا انکشاف سامنے آیا، 2016 میں پیش آنے والے جرائم کی رپورٹ کو جو NCRB کی جانب سے تیار کیا گیا ہے، ملک کے وزیر داخلہ راج ناتھ سنگھ نے کچھ دن قبل ہی جاری کیا، جس میں جرائم سے متعلق مختلف ریاستوں کی تفصیلات درج کی گئیں ہیں، آبادی کے لحاظ سے ملک کی سب سے بڑی ریاست اتر پردیش پر 2016 میں سب سے زیادہ 4889 قتل کی وارداتیں پیش آئیں، یہ ملک بھر میں ہوئے قتل وارداتوں میں سے 16.1 فیصد کے برابر ہے، اس کے بعد جرائم میں صوبہ بہار دوسرے نمبر پر ہے، جہاں 2581 قتل ہوئے، یعنی ملک بھر میں 8.4 فیصد ہے، خواتین سے متعلق جرائم یوپی میں 49262 یعنی 14.5 فیصد مقدمات درج کئے گئے، مغربی بنگال میں 32513 یعنی 9.6 فیصد مقدمات درج کئے گئے، 2015 کی بہ نسبت دیکھا جائے تو ملک بھر میں عصمت ریزی کے واقعات میں 12.4 فیصد کا اضافہ ہوا ہے، عصمت ریزی کے واردات مدھیہ پردیش میں 4882، یوپی میں 4816، مہاراشٹر میں 4189 کے ساتھ پہلے تین مقامات پر رہے، آئی پی سی کے تحت درج کئے گئے مقدمات میں 9.4 فیصد اتر پردیش میں ہی رونما ہوئے، اس کے بعد مدھیہ پردیش میں 8.9 فیصد، مہاراشٹر میں 8.8 فیصد، کیرالا میں 8.7 فیصد رہے، ملک بھر میں گذشتہ تین سال سے قتل وارداتوں میں کمی ہوئی ہے، 2015 کے بہ نسبت دیکھا جائے تو 2016 میں 5.2 فیصد کم رہے، اغوا کے جرائم 6 فیصد اضافہ ہوئے ہیں، بچوں پر جرائم میں 13.6 فیصد کا اضافہ ہوا ہے، شیڈول طبقہ پر حملوں میں 5.5 فیصد اضافہ رہا، اتر پردیش میں بھی اسی طبقہ پر سب سے زیادہ 25.6 فیصد حملہ درج کئے گئے، راجستھان میں 12.6 فیصد اور ایس ٹی طبقہ پر سب سے زیادہ حملوں کے مقدمات مدھیہ پردیش میں 1823 یعنی 27.8 فیصد درج ہوئے، ملک بھر میں متفرق مقدمات سے متعلق 3737870 افراد کو گرفتار کیا گیا، جس میں 3271262 افراد کے خلاف چارج شیٹ درج کی گئی، ان میں 794616 افراد مرتکب جرائم پائے گئے اور 118824 افراد بے قصور پائے گئے، ملک بھر کے میٹرو شہروں میں سے صرف دہلی شہر میں ہی 40 فیصد عصمت ریزی کے جرائم درج کئے گئے، میٹرو شہروں میں خواتین پر مظالم و جرائم کو دیکھا جائے تو سب سے زیادہ دہلی میں ہی 33 فیصد پیش آئے اور ممبئی میں 12.3 فیصد درج ہوئے، آئی پی سی مقدمات و جرائم میں دہلی کے حصہ میں 38.8 فیصد تو بنگلور میں 8.9 فیصد اور ممبئی میں 7.7 فیصد درج کیا گیا، 2016 میں ملک بھر میں جملہ 2975711 جرائم درج کئے گئے، جس میں اتر پردیش میں 282171، مدھیہ پردیش میں 264418، مہاراشٹر میں 261714، کیرالا میں 260097، دہلی میں 209519، راجستھان میں 180398، تاملناڈو میں 179896، مغربی بنگال میں 176569، بہار میں 154163، کرناٹک میں 148402، تلنگانہ میں 108991 اور آندھرا پردیش میں 106774 جرائم درج کئے گئے ہیں، ملک بھر میں روزانہ 106 عصمت ریزی کے واقعات رونما ہو رہے ہیں، خواتین کے تحفظات پر نظر کریں گے تو NCRB کی رپورٹ نے یہ انکشاف کیا ہے کہ دو ریاستیں آندھرا پردیش اور تلنگانہ ناکام رہے ہیں، خواتین کی بے حرمتی و کم تر سمجھنے میں آندھرا پردیش پہلے مقام پر ہے تو تلنگانہ دوسرے مقام پر ہے، خواتین پر ماضی میں ہوئے جرائم کی تعداد 329000 ہے تو 2016 میں 338000 کو یہ تعداد پہنچ گئی ہے، اسی طرح ہر سال 3 فیصد جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے، بچوں کے معاملہ میں NCRB کی رپورٹ نے انکشاف کیا ہے کہ 2015 میں 94000 جرائم درج کئے گئے تو 2016 میں اس کی تعداد 106000 رہی؛ یعنی تقریباً 13.5 فیصد اضافہ رہا ہے، اس طرح کے واقعات تلنگانہ میں زیادہ ہونے کی رپورٹ گواہی دے رہی ہے، جس کے انسداد کے لیے خصوصی اقدامات کیا جانا ضروری ہے، خواتین و بچوں کے بعد سب سے زیادہ متاثر طبقہ دلتوں کا رہا، جس میں ہمیشہ صوبہ اتر پردیش اور بہار پہلے مقام پر رہے ہیں، اس مرتبہ بھی کچھ ایسی ہی جرائم کی رپورٹ نے پیش کیا ہے کہ دلتوں پر مظالم سے متعلق اتر پردیش میں 10426 جرائم درج ہوئے، پہلا مقام رہا اور بہار 5701 دلتوں پر ظلم کے ساتھ دوسرے مقام پر ہیں، اتر پردیش کی راجدھانی لکھنؤ میں 262 جرایم میں تو بہار کی دارالحکومت پٹنہ میں 241 جرائم کے ساتھ دوسرے مقام پر ہیں، ریاستوں میں آندھرا پردیش 2335 مقدمات کے ساتھ پانچ ویں مقام پر ہے، تو تلنگانہ 1529 جرائم کے ساتھ نویں مقام پر ہے، دلتوں کے خلاف پیش آنے والے جرائم میں سب سے زیادہ متاثر خواتین ہی ہونے کا NCRB کی رپورٹ نے اظہار کیا ہے، اب اس سالانہ رپورٹ کی سچائی پر نظر کرتے تمام ریاستوں کو اپنے اپنے گریبان میں جھانکنے کی ضرورت ہے، مجرموں کو وقت پر سزائیں دلاتے ہوئے جرائم میں کمی پیدا کیا جاسکتا ہے؛ تاکہ سزاؤں کا اثر انسداد جرائم پر مثبت پڑسکے، ہر صوبہ اپنی ترقی کو جرائم پر قابو پاتے ہوئے رکھے تو ترقی بامعنی ہوگی، ورنہ ترقی کے نشہ میں جرائم کے لیے غیر معمولی انسدادی اقدامات نہ کئے گئے تو ترقی ماند پڑسکتی ہے، اکیسویں صدی میں بھی خواتین کا تحفظ صد فیصد نہ رہا تو پھر ترقی کا کیا مطلب؟ جرائم پر روک لگانے کے لیے سیاسی مداخلت ہی اہم مسئلہ ہے، لا اینڈ آڈر کو اپنا کام کرنے دیا جائے، اسے اس قدر مجبور نہ کیا جائے کہ وہ اپنے فرض کو پورا کرنے میں ہاتھ کھینچ لے، انصاف کے لیے ملک کی عدالتیں موجود ہیں، حکومتوں کو حائل ہونے سے پرہیز کرنا ہوگا، تب ہی خواتین پر صد فیصد عمل

اسلامی زندگی گزارنے کے رہنما اصول

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

مومن درحقیقت وہ ہے، جو دل سے اللہ تعالی کی وحدانیت، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے تمام عقائد واحکام پر غیر متزلزل یقین رکھتا ہو اور اس کو اس بات کا پختہ یقین ہو کہ اللہ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو جو احکام دیئے ہیں، وہی ان کی دین ودنیا کی فلاح کے ضامن ہیں۔اس ایمان کا لازمی تقاضہ یہ ہے کہ انسان اپنی پوری زندگی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق گزارے، جن باتوں کا اس کو حکم دیا گیا ہے، ان کو بجالائے اور جن سے روکا گیا ہے، ان سے رک جائے۔لہذا ایک مومن کی بنیادی صفت یہ ہے کہ اس کی زندگی اللہ تعالی کی مرضی کے مطابق ہوتی ہے۔وہ اپنے ہر کام اور نقل وحرکت میں پہلے یہ دیکھتا ہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے اس کو اجازت ہے، یا نہیں؟ اجازت ہوتی ہے تو کرتا ہے، ورنہ رک جاتا ہے۔ چنانچہ اس کو زندگی میں اپنی نفسانی خواہشات کے بہاؤ پر بہنے کے بہ جائے اللہ تعالی کی مرضی کے مطابق بسر ہوتی ہے۔

مومن کی یہ وہ بنیادی اور جامع صفت ہے کہ اس کے نتیجے میں تمام نیک اور اچھی صفات اس میں خود بخود پیدا ہوجاتی ہیں؛ کیوں کہ اللہ تعالی نے جتنے احکام اپنے بندوں کو عطا فرمائے ہیں، ان سب کا مقصد یہ ہے کہ انسان اچھی صفات سے آراستہ اور بری صفات سے پاک ہوجائے اور جو شخص ایک مرتبہ یہ عہد کرے کہ وہ اللہ تعالی کے تمام احکام کی پابندی کرے گا تو لازما وہ ساری اچھی صفات اس میں پیدا ہوجائیں گی۔مومن کی یہ صفات جو اطاعت خداوندی سے پیدا ہوتی ہیں، اتنی بے شمار ہیں کہ مختصر وقت میں ان سب کا بیان ممکن نہیں؛ لیکن اگر اختصار اور جامعیت سے کام لیا جائے تو مومن کی صفات خاص طور سے زندگی کے پانچ شعبوں سے متعلق ہوتی ہیں:

(۱) عقائد (۲) عبادات (۳) معاملات (۴) معاشرت (۵) اور اخلاق

عقائد کے شعبے میں مومن کی بنیادی صفت قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

''اور یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان رکھتے ہیں ان ہدایات پر جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی گئیں اور ان ہدایات پر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پیغمبروں پر نازل کی گئیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔''

مومن کی اس صفت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے ذریعے جتنے عقائد اور جتنی ہدایات دنیا میں بھیجی ہیں ان سب کو برحق ماننے کے ساتھ ساتھ وہ اس بات کا پختہ یقین رکھتا ہے کہ مرنے کے بعد اسے ایک ایک عمل کا جواب دینا ہوگا، اس یقین کی بنا پر وہ رات کی تاریکی اور جنگل کی تنہائی میں بھی حتی الامکان کسی ایسے کام کا مرتکب نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے اس کو آخرت میں پروردگار کے سامنے شرمسار ہونا پڑے۔

عبادت کے شعبے میں مومن کی صفت یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو صرف اور صرف اللہ کا بندہ سمجھتا ہے، اللہ کے سوا کسی کو پوجتا ہے، نہ کسی کے آگے جھکتا ہے، نہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ اس کے سوا کسی کی قدرت اور اختیار سے کسی مدد کا طلب گار رہتا ہے اور اللہ تعالی نے عبادت کے جتنے طریقے مقرر فرمادیئے ہیں، ان سب کو پورے اخلاص عاجزی اور احساس بندگی کے ساتھ بجالاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''فلاح وہ مومن حاصل کریں گے جو اپنی نماز میں خشوع سے کام لیتے ہیں۔''

اور آگے ارشاد ہے:''اور جو لوگ رب کی باتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے اور جو لوگ کہ (اللہ کی راہ) میں جو کچھ دیتے ہیں اس طرح دیتے ہیں کہ (مال خرچ کرنے کے باوجود) ان کے دل اس بات سے ڈرے ہوئے رہتے ہیں کہ انہیں اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور یہ لوگ دوڑ دوڑ کر نیکیوں کی طرف جاتے ہیں اور ان نیکیوں میں سبقت لے جاتے ہیں۔''

مطلب یہ کہ بدنی عبادت کا معاملہ ہو، یا اللہ کی راہ میں مال خرچ کرکے مالی عبادت کا سوال ہو، مومن کی صفت یہ ہے کہ وہ سب سے آگے نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔

اور معاملات کے شعبے میں مومن کی صفت ہے کہ وہ اپنی بات کا سچا اور وعدے کا پکا ہوتا ہے، وہ کسی سے دھوکہ، فریب، بدعہدی کا معاملہ نہیں کرتا اور بے جا طریقے سے دوسرے کا حق غصب کرنے کی فکر میں نہیں رہتا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے:''اور وہ مومن فلاح یافتہ ہیں جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کا پاس کرنے والے ہیں۔''

لفظ''امانت'' کے لغوی معنی ہر اس چیز کو شامل ہیں جس کی ذمہ داری کسی شخص نے اٹھائی ہو اور اس کے معاملے میں اس پر بھروسہ کیا گیا ہو اور چونکہ ایسی امانت کی بہت سی قسمیں ہیں؛ اس لئے قرآن کریم نے اس کے لئے جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ہے؛ تاکہ اس میں امانت کی تمام قسمیں شامل ہوجائیں، اس میں مالی امانت تو ظاہر ہی ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنا کوئی مال کسی کے پاس رکھوایا ہو تو یہ اس کی امانت ہے، جسے واپس کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔اس کے علاوہ کسی نے کوئی راز کی بات کسی سے کی ہو تو یہ بھی اس کی امانت ہے اور شرعی عذر کے بغیر اس راز کا کسی پر ظاہر کرنا اس امانت میں خیانت ہے۔اس طرح کسی ملازم کو جتنے وقت کے لئے ملازم رکھا اس پورے وقت کو ملازمت کے کام میں لگانا بھی امانت ہے اور وقت کی چوری یا کام کی چوری خیانت کے حکم میں ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ امانت کا پاس کرنا بڑا جامع لفظ ہے، جس میں معاملات کی بے شمار قسمیں داخل ہوجاتی ہیں اور مومن کی صفت یہ ہے کہ وہ ان تمام امانتوں کا پاس کرتا ہے۔

اسی طرح وعدے اور معاہدے کا پاس کرنے میں بھی معاملات کی بہت سی صورتیں داخل ہوجاتی ہیں۔اشیائے فروخت میں ملاوٹ، یا ان کے عیب کو چھپانا، یا کم ناپ تول کا ارتکاب یہ تمام جرائم عہد شکنی میں داخل ہیں اور مومن کی صفت یہ ہے کہ اسے اپنے معاہدے کا پاس ہوتا ہے، وہ جیسا معاہدہ کرتا ہے، اس کے مطابق عمل بھی کرتا ہے؛ کیوں کہ اسے یقین ہے کہ اگر بدعہدی کے نتیجہ میں اس نے کچھ تھوڑا بہت ظاہری نفع کما بھی لیا تو دنیا وآخرت دونوں میں اس کا انجام بڑا ہی ہولناک ہوگا۔

معاملات کی صفائی، امانت داری اور معاہدے کی پابندی مومن کا وہ طرہ امتیاز رہا ہے، جسے دیکھ کر ماضی میں بہت سے کافر مسلمان ہوئے۔عبادت میں اگر تھوڑی بہت کوتاہی ہوجائے تو اس کی تلافی توبہ سے ہوسکتی ہے؛ لیکن بدمعاملگی اور حقوق العباد کو تلف کرنے کی تلافی صرف توبہ سے بھی ممکن نہیں، جب تک کہ صاحب حق کو اس کا حق نہ پہنچادیا جائے، یا وہ خوش دلی سے ازخود معاف نہ کردے، اس وقت تک اس گناہ عظیم کے معاف ہونے کی کوئی صورت نہیں، چناں چہ جب اسلام عملا دنیا میں نافذ تھا تو اس وقت مسلمان خواہ کتنا ہی گیا گزرا ہو؛ لیکن چھوٹ، دھوکہ، فریب، بدعہدی، خیانت کو کسی قیمت پر گوارا نہیں کرتا تھا۔

زندگی کا چوتھا شعبہ معاشرت ہے؛ یعنی دوسروں کے ساتھ میل جول اور باہمی تعلقات کے انداز۔اس شعبے میں ایک مومن کی بنیادی صفت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائی ہے کہ''مسلمان وہ ہے، جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگ محفوظ ہوں۔''

''اور مومن وہ ہے جس سے دوسروں کو اپنی جان ومال کے معاملے میں کوئی خطرہ نہ ہو۔''

اسلام کے نظام معاشرت کے تمام احکام اس بنیادی اصول کے گرد گھومتے ہیں کہ ہر مسلمان اس بات کا دھیان رکھے کہ اس کے کسی طور طریقے اور کسی عمل سے دوسرے کو کسی قسم کی جسمانی یا نفسیاتی تکلیف نہ پہنچے۔کسی شخص کو دل آزار باتیں کہنا، کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا، کسی کی چغلی کھانا، کسی کے خلاف بدگمانی میں مبتلا ہونا، کسی کے عیوب کی جستجو کرنا کسی کی اجازت کے بغیر اس کی خلوت میں مخل ہونا۔ یہ سب وہ گناہ ہیں، جنہیں قرآن کریم نے صریح الفاظ میں ممنوع قرار دیا ہے اور ایک مومن کی صفت یہ ہے کہ وہ اس قسم کی تمام گھٹیا باتوں سے مکمل پرہیز کرتا ہے۔

آخری شعبہ''اخلاق'' کا ہے اور اس شعبے میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ''مکمل ایمان ان ہی لوگوں کا، جو خوش اخلاق ہوں گے۔''

خوش اخلاقی کا مطلب یہ ہے کہ انسان میں تکبر کے بجائے تواضع اور انکسار، بخل کے بجائے سخاوت، بزدلی کے بجائے بہادری، سخت مزاجی کے بجائے رحم دلی، جلد بازی کے بجائے تحمل، زبان درازی کے بجائے خوش کلامی اور فحاشی کے بجائے عفت وپاکیزگی پائی جائے۔اس سے مل کر اس کی باتیں سن کر اس کے کردار کو دیکھ کر دوسرے کو انقباض کے بجائے فرحت حاصل ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ انسانی شرافت کی جتنی اچھی صفات ہوسکتی ہیں، ایک مومن کو ان سب کا مجموعہ ہونا چاہیے اور جس شخص میں ان صفات کی جتنی کمی ہے اتنا ہی اس کا ایمان نامکمل ہے اور جو شخص ان صفات سے محروم ہے وہ خواہ قانونی طور پر مسلمان ہی کہلائے؛ لیکن جس قسم کا مسلمان اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلوب ہے، اس سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔

اللہ تعالی ہم سب کو ان صفات سے آراستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے، جو ایمان کا لازمی تقاضہ ہیں، جن سے مزین ہوکر قرون اولی کے مسلمانوں نے دنیا بھر پر اپنے عروج واقبال کے پرچم لہرائے ہیں اور آج بھی ہماری دنیا وآخرت سنوارنے کے لئے لازمی شرط کی حیثیت رکھتی ہیں۔

بقیہ ہے شام زندگی صبح دوام زندگی) حضرت یوسف علیہ السلام کے اس واقعہ کو قرآن کریم نے احسن القصص (بہترین سرگذشت) قرار دیا ہے اور ہم اس آیت کو احسن القصص کی احسن الآیات کہہ سکتے ہیں، جو ایک لحاظ سے حیات یوسفی کا حاصل بھی ہے۔ایمان پر استقامت اور حسن خاتمہ کے لیے قرآنی دعاؤں کے ضمن میں سورہ آل عمران:۸ کی یہ دعا بھی بہت معروف ہے: ﴿**ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب**﴾ (اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت بخشنے کے بعد ہمارے دلوں میں کجی نہ آنے دے اور ہم پر اپنے خزانۂ فیض سے رحمت عطا فرما تو خوب عطا کرنے والا ہے۔) نماز جنازہ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا تلقین فرمائی ہے، اس کے آخری کلمات میں ہم اپنے اور دوسروں کے لیے حسن خاتمہ کی دعا کرتے ہیں، یہ دعا بھی بڑی بامعنی ہے، کاش کہ اسے پڑھتے ہوئے ہم اس کی حقیقت اور اس کے تقاضے کو سمجھنے والے بن جائیں۔اس کے الفاظ یہ ہیں:''**اللّٰهم من احييته منا فاحييه**

زندہ رکھ اور جسے وفات دے، اسے ایمان کے ساتھ وفات دے۔) خیر کی بات سننا، کار خیر کرنا اور خیر کی دعوت دینا مومن کا خاصہ ہے، لہذا اخروی زندگی کی کامیابی کے لیے قرآن کریم کے پیغام پر توجہ دینا و دلانا ہر حال میں باعث خیر ہے، اس میں شبہ نہیں کہ موت دنیوی زندگی کا اختتام ہے؛ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اسی کے ساتھ ایک دوسری زندگی کا آغاز ہوتا ہے، جس کے لیے خاتمہ نہیں، جاودانی ہے، موت کے حالت سے نامور مفکر اسلام علامہ اقبال کا یہ شعر اسی حقیقت کی ترجمانی کرر ہا ہے:

ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

یہ بات بخوبی معروف ہے کہ اس دوامی زندگی کی بہتری وکامیابی حسن انجام پر منحصر ہے، اس لیے حسن خاتمہ کے لیے سچی طلب اور امکانی کوشش کے ساتھ مسلسل دعا کرتے رہنا چاہئے، اس میں ذرا بھی غفلت نہیں برتنی چاہیے، اس لیے کہ زندگی کب اختتام کو پہنچ جائے، کچھ خبر نہیں، حیات مستعار کب واپس لے لی جائے، کسی کو پتہ نہیں۔اللہ کرے

ملک شام میں قتل عام اور مسلم حکمرانوں کی خاموشی؟

مفتی ظل الرحمن قاسمی دارالقضاء امارت شرعیہ پٹنہ

ملک شام میں جاری خانہ جنگی میں اب تک 4.5 لاکھ سے زائد لوگ لقمہ اجل ہو گئے اور اس وقت بھی بشارالاسد اور اس کے اتحادی روس کی بمباری سے روزانہ معصوم بچے اور عورتیں شہید ہو رہی ہیں جس سے لازمی طور پر دل مغموم اور طبیعت میں پژمردگی چھانا فطری بات ہے قلم کو جنبش دیتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے، مغیبات وبشارتوں کے ملک سیریا میں جب سے بشارالاسد کے ہاتھ میں زمام اقتدار آیا ہے، اس نے تاتاریوں کے طرز پر سنیوں کا قتل عام، ان کی آبادیوں کو تاراج کر کے انکے بچوں وعورتوں پر نیوکلیائی ہتھیاروں کا استعمال کر کے پورے سیریا میں سنیوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے، کئی لاکھ لوگ ہجرت کر گئے، جو رہ رہے ہیں وہ درختوں کے پتے اور حرام جانوروں کے گوشت کھانے پر مجبور ہیں، جب کوئی مؤرخ جب تاریخ لکھے گا تو اس میں یہ ضرور لکھے گا کہ ملک شام کی عوام پر بشار نے وہ ظلم ڈھائے جو آج تک کسی کافر نے بھی مسلمانوں پر نہیں ڈھائے لیکن افسوس اس بات پر ھیکہ عالم اسلام خاموش تماشائی بنا ہوا ہے۔ کوئی ان مظلوموں کے ساتھ کھڑا ہونے والا تو دوران کے لئے آواز بلند کرنے والا بھی موجود نہیں۔ سب زندہ لاشیں ہیں، عالم اسلام کا سب سے بڑے ڈکٹیٹر بشار نے اسلام کو بھی نہیں چھوڑا قرآن کریم میں تحریف کر کے محرف شدہ قرآن شائع کروایا، احادیث رسول میں کتر بیونت کی اور یہ سب مسلمانوں وعرب کے ازلی دشمن ایران واسرائیل کے ہمہ جہت تعاون سے ہو رہا ہے، امن کے ٹھیکیداروں کا عالمی ادارہ "اقوام متحدہ" جو کہ دراصل لٹیروں کی ایک مہذب ترین تنظیم ہے، جس کا اساسی مقصد متحد ہو کر اسلام وعالم اسلام پر یلغار کرنا ہے، وہ روز اول سے ان تمام عالمی جرائم پر ساکت ہے، جبکہ اس بات کے پختہ شواہد ہیں کہ بشارالاسد نے سنیوں کو سبوتاژ کرنے کے لئے عالمی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سنی بستیوں پر مہلک ایٹمی ہتھیاروں وگیس بموں کا بے دریغ استعمال کیا ہے، جس کے نتیجہ میں انسانی نسل کشی ہوئی ہے لیکن اس پر عالمی قوانین ساز ادارہ اقوام متحدہ بالکل خاموش ہے اور ظلم کے خلاف قیام امن کے لئے تشکیل دی گئی پانچ عالمی طاقتوں کا متحدہ محاذ ''ناٹو'' جسے افغانستان وعراق میں تو تباہی وقتل وغارت گری مچانے کے لئے اتار دیا گیا تھا پر شام میں جاری نسل کشی، تباہی، قتل عام اور عالمی قوانین کی صریح خلاف ورزی کرنے پر بھی کرہ ارضی کے مسیحا یونٹ ''ناٹو'' کو بشار کے خلاف کیوں نہیں اتارا گیا؟ کیونکہ سبھی عالمی طاقتوں اور مغربی اقوام کا واحد مقصد اسلام کا خاتمہ ہے جس کے لئے عربی وخلیجی ممالک میں عدم استحکام کا برقرار رہنا امر لابدی ہے، فی الحال چند دنوں سے حلب پوری طرح جل رہا ہے، وہاں منظّم طریقہ سے نسل کشی کی جارہی ہے، ایرانی روافض اور روسی کوافر کی مدد سے بشار اس مرتبہ حلب کے مسلمانوں کی تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے کی کوشش میں ہے، اتنے قیامت خیز حالات میں دکھاوے کے لئے بلائی گئی اقوام متحدہ کی میٹنگ میں شامی درندہ بلاکسی تامل کے اس نسل کشی اور قتل عام کو جائز اور دستوری بتلا رہا ہے، حلب کی اندوہ ناک صورت حال پر اقوامِ متحدہ کے ھنگامی اجتماع میں تمام تر بے حیائی کے ساتھ شام کی غیر قانونی حکومت کے نمائندے نے کہا' حلب یا دیگر شامی شہروں میں شام اور اس کی اتحادی افواج جو کچھ بھی کارروائیاں کر رھی ھیں، وہ قانون اور دستور کے مطابق ھیں اور عوام کو دھشت گردوں سے بچانے کے لیے کی جارھی ھیں' اسے شاید معلوم نہیں یا وہ کھلے عام دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاھتا ھے، جو دیکھ رھی ھیں کہ ایران وروس کی مدد سے بشار لعین کی فوج عام، نہتے اور معصوم شہریوں پر بم وبارود انڈیل رھی ھے، چند ماہ اور چند سال کے بے خطا بچوں کو خاک وخون میں تڑپایا جارھا ھے، جانوں کو تہہ تیغ کرنے کے ساتھ عفت مآب ماؤں اور بہنوں کی ردائے عصمت تاتار کی جارھی ھے، اور نوبت اس حد تک الم ناک موڑ پر پہنچ چکی ھے کہ شامی شہری علمائے اسلام سے اپنی بیوی، بیٹیوں اور بہنوں کو قتل کر دینے کی اجازت مانگ رھے ھیں تاکہ اپنی آنکھوں کے سامنے ان کے ساتھ ھونے والی زیادتی نہ دیکھ سکیں، حقیقت یہ ہے کہ بشارالاسد اپنے ظالم وسفاک حامیوں کے لشکر کے ساتھ مل کر شامی شہریوں کی نسل کشی کر رھا ھے، اسلامی دنیا شاید کسی معجزے کے انتظار میں ہیں، عالمی برادری ساحل کی تماشائی ہے۔

اپنے باشندوں وشہریوں پر انسانیت سوز مظالم کی وجہ سے شامی صدر بشارالاسد نہ صرف ملک کی قیادت کرنے کا انسانی و اخلاقی حق کھو چکے بلکہ نوے فیصد عوام کی حمایت بھی گنوا چکے ہیں۔ ''داعش، النصرہ فرنٹ اور دیگر دہشت گرد تنظیموں پر حملے کے نام پر شامی سرکاری فوجیں اور روسی افواج گزشتہ ایک ہفتہ سے شام کے تاریخی شہر حلب میں جس پیمانہ پر بمباری کر رہی ہے جس کے نتیجہ میں ہزاروں بے گناہ شہری ہلاک اور سینکڑوں مفلوج ہو چکے ہیں،۔

رپورٹ کے مطابق امریکی افسروں نے دعویٰ کیا ہے کہ روسی افواج شام کے ان علاقوں میں بھی فضائی حملے کر رہے ہیں جہاں آئی ایس آئی کا وجود بھی نہیں ہے، دراصل دنیا کی دو بڑی طاقتیں امریکہ اور روس شام کے بہانے پر ایک الگ ہی کھیل کھیل رہی ہیں، امریکہ اور مغرب کے کئی ممالک شامی صدر بشارالاسد کی مخالفت صرف اسلئے کر رہے ہیں تاکہ بشار کو اقتدار سے بے دخل کر کے شام کو مالی غنیمت کے طور پر آپس میں تقسیم کر لیں۔ دوسری جانب روس دہشت گردی کے خاتمہ کے نام پر بے گناہوں پر ہوائی حملہ کر کے عالم عرب پر اپنا سکہ بٹھانے کی کوشش کر رہا ہے، ایسے حالات میں جبکہ حلب پوری طریقہ سے شامیوں، روسیوں اور رافضیوں کے ہاتھ میں جا چکا ہے، اطلاعات کے مطابق اس شہر کی کوئی بھی عمارت صحیح سلامت نہیں بچی۔ ہاسپٹل بند ہو چکے ہیں، آخری ڈاکٹر بھی شہید ہو چکا ہے، پورا شہر جل رہا ہے، آج وہاں نہ دفاع کے لئے مرد بچیں ہیں، نہ بیوہ ہونے کے لئے عورتیں، نہ ہی یتیم ہونے کے لئے بچے، اور نہ ہی کسی کا سہارا بننے کے لئے نوجوان، انسان تو کجا اشجار واحجار، نباتات اور حیوانات بھی بھسم ہو رہے ہیں،

اب جبکہ ایک مدت دراز سے تمام تر صلیبی وصیہونی مشنریاں شیعی ممالک، اور دیگر قوتوں کو عالم اسلام کے خلاف جم کر استعمال کر رہی ہیں، اور فوجی سطح کے علاوہ ظلم سے انتقام کے نام پر پہلے "حزب اللہ" اور اب داعش جیسی عالمی دہشتگرد، انسان دشمن، فرعون صفت ظالم وجابر" کفریہ "جماعتیں اتار کر پوری دنیا میں امن وسلامتی کے خاتمہ کے ساتھ ساتھ اسلام کی صاف ستھری شبیہ کو داغدار اور مسلمانوں کو ہراساں کرنا چاہتی ہیں، حزب اللہ اور اس طرح کی شدت پسند

عراق وشام نیز لبنان میں سنیوں کی خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے، اور ان دہشت گرد تنظیموں کا قلع قمع کرنے کے نام پر دوسرا عالمی سپر پاور "روس" عرصہ سے "سیریا" میں نہتوں پر فضائی حملہ کر کے بشار جیسے جلاد کا ساتھ دے رہا ہے، امریکہ و روس کی دوغلی پالیسیوں، بشار کے موروثی ظالمانہ تیور کے سبب شام بدستور جل رہا ہے، ادھر عراق تباہ ہو رہا ہے،

ایسے وقت میں شاہ سلمان وحافظ اردغان نیز پاکستان کو ظلم کے اس طوفان سے ٹکرانے کے لئے بادبان کھول دینا چاہئے۔ ساری دنیا کے انصاف پسند ممالک کو جوڑ کر انہیں ساتھ لیکر شام پر متحد ہو کر حملہ کر کے بشار کے ظلم وجبر سے وہاں کے نہتوں کو بچانا اور انکی باز آبادکاری کے لئے ہر ممکن قدم اٹھانا چاہئے، فلسطین کی کھلی حمایت وتعاون کر کے اسے اسرائیل کے ظلم سے بچانا چاہئے، اسی میں عالم اسلام اور اسلام کی بھلائی ہے...... کیونکہ حالات بتا رہے ہیں کہ دنیا تیسری جنگ عظیم کے دہانے پر ہے، اب بھی اگر عرب وعجم کے اسلامی راہنما خواب خرگوش سے نا جاگے تو انہیں ایسی تباہی کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے جس سے بچانے والا مسیحا "مھدی وعیسی" سے پہلے کوئی نہیں آئیگا، کیونکہ قیامت کے دن ہم سے یہ ضرور پوچھا جائے گا کہ شام والے کیا انسان نہیں تھے؟ حلب جل رہا تھا لیکن ہم سوئے رہے، ماؤوں کی عصمتیں تار تار ہوتی رہیں، ہم مدہوش رہے، بہنوں کے دوپٹے جلائے جاتے رہے ہم بے خبر رہے، بچوں کی سسکیاں آسمان تک پہنچتی رہی ہمارے کان بہرے رہے، بوڑھے درد سے کراہتے رہے ہم بے درد بنے رہے، نوجوان آس لگائے رہے ہم بے حسی کی چادر تانے رہے، کروڑوں انسانی جانیں گنوا کر، لاکھوں بچوں اور عورتوں کو بیوا ویتیم کر، کروڑوں انسانوں کو مفلوج ولاچار کروا کر بھی ملک شام دنیائے انسانی بالخصوص مسلمانان عالم کی توجہ کیوں نہیں کھینچ پا رہا ہے؟ کیوں نہیں ہندوستانی مسلمانوں کی نمائندہ تنظیمیں راجدھانی کی سڑکوں سے لے کر پورے ملک میں منظّم احتجاج کر پوری دنیا کو بشار کے ظلم کے خلاف اٹھنے کی دعوت نہیں دیتی؟ اقوام متحدہ کو چھوڑ دیں، او، آئی، سی کے نام سے بنے اسلامی ممالک کی متحدہ تنظیم پر تو دباؤ بنایا جا سکتا ہے، حلب جل رہا ہے، شام لٹ رہا ہے...... عالم اسلام پر سکوت طاری ہے، دنیا منجمد ہو چکی ہے، عالمی امن کے ٹھیکیدار برف کی طرح جامد ہو چکے ہیں، ضرورت ھیکہ برصغیر کے امن پسند عوام اور یہاں کے مسلمان بائیکاٹ کریں اقوام متحدہ کا، امریکہ کا، روس کا، ایران کا، جب ان کی معیشت گریگی تو وہ شام کو چھوڑ کر راہ فرار لینگے، تب عرب کا مسئلہ اہل عرب خود سلجھا لینگے، بشار سے اسی کی زبان میں نمٹ لینگے، انشاء اللہ، جب تک دوغلی پالیسی والے دہشت گرد سپر پاور امریکہ وروس شام کو اپنی حالت پر نہیں چھوڑ دیتے، یونہی کٹتے رہینگے ہمارے بھائی، یونہی لٹتی رہینگی بہنوں کی عصمتیں، اسی لئے ساری دنیا کے امن پسند ظلم مخالف لوگوں، جماعتوں اور تنظیموں کو مل کر بشار، اقوام متحدہ، امریکہ اور روس وایران کا بائیکاٹ کرنا چاہئے، ان کی معیشت کمزور کرنے کے لئے مل کر ساری دنیا سے ان کے سفارتی تعلقات منقطع کرانے کے ساتھ ساتھ ان کے پروڈکٹس کو اپنے لئے شجر ممنوعہ بنانے کے لئے قدم اٹھانا چاہئے، تاکہ اپنی معیشت کی فکر میں خطہ سے یہ دہشت گرد انسانی خونوں کی رسیاں قوتیں نکل جائیں اور پھر عرب کا معاملہ اہل عرب خود نمٹا سکیں...... اگر فرانس میں 10 یا 12 گستاخ رسول مارے جائیں تو پوری دنیا متحد ہو کر سوگ مناتی ہے لیکن روزانہ شہید ہونے والے شام کے بچوں کا کوئی نام تک نہیں آخر وجہ کیا ہے؟ ان بچوں کا قصور کیا ہے؟ قصور صرف یہی ھیکہ یہ مسلمان ہیں اور مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوئے ہیں- جب تک عالم اسلام کا آپس میں اتحاد نہیں ہوگا اور مسلمان بیدار نہیں ہوں گے اس وقت تک دشمن مسلمانوں پر ظلم وستم جاری رکھے گا...... اللہ پاک جہاں کہیں مسلمان مارے جا رہے ہیں ان کی مدد ونصرت فرمائے اور مسلمانوں کو آپس میں اتحاد واتفاق نصیب فرمائے_

نقیب کے خریدار بنیئے اور دوسروں کو بھی خریدار بنائیے

بذریعہ اکاؤنٹ اس نمبر پر رقم بھیجیں

A/c No:10331726168

I F S C:sbin0001233

Name: The Naqueebe

Mob:9576507798

سید محمد عادل فریدی

روی شنکر جی ملک میں بدامنی اور خونی حملوں کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں: مسلم پرسنل لا بورڈ

شری شری روی شنکر جی کے خط کے جواب میں جنرل سکریٹری مسلم پرسنل لا بورڈ کا خط

آرٹ آف لونگ کے بانی اور ہندوؤں کے مذہبی رہنما شری شری روی شنکر جی نے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے محترم صدر اور تمام ارکان کو اپنے خط کے ذریعہ متوجہ کیا تھا کہ بابری مسجد کا بات چیت کے ذریعہ سمجھوتہ کیا جائے اور بابری مسجد کو مسلمان ہندوؤں کے حوالہ کردیں تاکہ اس پر ایک عالیشان رام مندر تعمیر کیا جاسکے، انہوں نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگر بابری مسجد کے مقدمہ کا فیصلہ سپریم کورٹ سے مسجد کے حق میں ہوا تو اس ملک میں بدامنی پھیل جائیگی اور خونی ہنگامے ہوں گے، انہوں نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ مسجد کے لئے ایودھیا میں جہاں مسلمانوں کی آبادی ہے وہاں ان کو زمین دی جاسکتی ہے۔ اس خط کے جواب میں بورڈ کے جنرل سکریٹری حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے جو خط لکھا ہے وہ نیچے نقل کیا جارہا ہے:

محترم روی شنکر جی!

خدا ہم سب کو انصاف اور امن کا راستہ دکھائے!

آپ کا خط جس پر تاریخ درج نہیں ہے، ملا۔

ہمیں آپ سے امید تھی کہ آپ کوئی ایسا فارمولا پیش کریں گے جو انصاف اور قانون کے مطابق ہوگا، اور اس کی بنا پر متعلقہ فریقوں کو مصالحت کی دعوت دیں گے۔ اگر آپ ایسا کرتے تو مسلم پرسنل لا بورڈ آپ کی پہل کا مثبت جواب دیتا............ لیکن ہمیں افسوس ہے کہ آپ نے ایسا نہ کرکے صرف مسلمانوں سے اپنے حق سے دستبرداری کا مطالبہ کرنے کا راستہ بہت عرصے سے اختیار کر رکھا ہے۔ جو ظاہر ہے کہ نہ پہلے قابل قبول اور قابل عمل تھا اور نہ آج ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ ہمارے دلائل کے نہایت مضبوط ہونے کے باوجود، عدالت عالیہ کا فیصلہ کچھ بھی ہوسکتا ہے، مگر اس کے باوجود ہم صاف صاف کہتے رہے ہیں کہ ہم عدالت عالیہ کے آخری فیصلے کو تسلیم کریں گے۔ اور ہمارا خیال ہے کہ ہمارے مخالف فریق کو بھی یہی موقف اختیار کرنا چاہئے تھا، اگر وہ ملک کے دستور کو اور قانون کی حکمرانی کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور آپ جیسے ان تمام لوگوں کو؛ جو اپنا تعارف ایک امن پسند روحانی رہنما کی حیثیت سے کراتے ہیں، کسی مبنی بر انصاف اور معقول فارمولے کی عدم موجودگی کی صورت میں، دوسرے فریق کو سمجھانا چاہئے کہ وہ بھی عدالت کے فیصلے کو تسلیم کرنے کا اعلان کریں۔ ہمارے لئے بہت دکھ اور تشویش کی بات ہے کہ آپ خود انہی کی بولی بول رہے ہیں، بلکہ مزید دکھ کی بات یہ ہے کہ فیصلہ مسجد کے حق میں ہونے کی صورت میں ملک میں بھیانک خونریزی کا ذکر کے دہشت گرد اور سماج دشمن عناصر کو اکسانے کا کام کر رہے ہیں۔

اب بھی ہم آپ سے گذارش کرتے ہیں کہ آپ ہندو بھائیوں سے اور پورے ملکی معاشرے سے یہ اپیل کریں کہ وہ عدالت کے فیصلے کو تسلیم کریں۔ کیونکہ ایک ایسے ملک میں جہاں مختلف مذاہب کے ماننے والے رہتے ہوں نزاعی معاملات میں قانون کی حکمرانی اور عدالت کے فیصلے کو ماننے سے ہی امن قائم ہوسکتا ہے، امید ہے کہ آپ ہماری اس گذارش پر سنجیدگی سے غور کریں گے۔

آخر میں ہم بہت خلوص اور احترام کے ساتھ ایک بات اور کہنا چاہتے ہیں...... آپ جانتے ہیں کہ ہمارے وطن عزیز میں ایک طبقہ ہے جو دہشت گردی اور حیوانیت کی تمام حدوں کو پار کر رہا ہے اور ملک میں نفرت اور خوف کا ماحول بنا رہا ہے۔ اچھا ہوتا کہ آپ ظلم اور ظالموں کے خلاف آواز بلند کرتے اور غریبوں اور مظلوموں کے حامی و مددگار بن کر ملک و قوم کے سامنے آتے۔ ایسی ایماندارانہ کوشش سے ملک میں بھائی چارہ اور امن قائم کرنے میں واقعی مدد ملتی۔ خدا ہم سب کو صحیح راستہ دکھائے۔

بہت احترام کے ساتھ
(محمد ولی رحمانی)
جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

حضرت امیر شریعت نے ٹیڑھا گاچھ، ضلع کشن گنج میں کیا دارالقضاء کا افتتاح

افتتاحی اجلاس میں امیر شریعت نے کیا قاضی شریعت کی تقرری کا اعلان

امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ نے مورخہ ۸/مارچ ۲۰۱۸ء کو ٹیڑھا گاچھ، پھلوریہ ہاٹ، ضلع کشن گنج میں دارالقضاء کا افتتاح فرمایا۔ آپ نے اس علاقہ کے قاضی شریعت جناب مولانا مفتی وصی احمد قاسمی کو کار قضاء کی انجام دہی کے لیے اجازت نامہ بھی عطا کیا اور یہاں پھلوریہ ہاٹ مدرسہ کے احاطہ میں دارالقضاء کی جدید عمارت کی بنیاد بھی رکھی۔ اس موقع پر منعقد افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت مدظلہ نے مسلمانوں کو اپنی شریعت پر مضبوطی سے قائم رکھنے کی تلقین کی اور بتایا کہ شریعت کے تحفظ کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ انسان خود شریعت پر عمل کرنا شروع کردے۔ آپ نے دارالقضاء کی اہمیت اور اس کی ضرورت پر بھی گفتگو کی اور مجمع عام سے خطاب کرتے ہوئے ان سے وعدہ لیا کہ وہ اس شرعی عدالت سے پورا فائدہ اٹھائیں گے اور دارالقضاء کے فیصلے کو دل و جان سے قبول کریں گے اور قاضی شریعت کے احترام کے ساتھ دارالقضاء کی تعمیر و ترقی میں پورا پورا حصہ لیں گے۔ آپ نے بڑی وضاحت کے ساتھ فرمایا کہ مسلمانوں کے لیے اب سوچنے کا وقت نہیں کرنے کا وقت ہے۔ معاشرہ کی اصلاح اور شریعت کے تحفظ کے لیے آگے بڑھنے کی ضرورت ہے، اس اجلاس میں حضرت والا نے دو جوڑوں کا نکاح بھی پڑھایا۔ نکاح سے قبل نصیحت کرتے ہوئے آپ نے مسلمانوں کو سادہ طریقہ پر سنت کے مطابق نکاح کرنے کی تلقین کی اور کہا کہ جس نکاح میں جتنا کم خرچ ہوگا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کو اتنا ہی زیادہ بابرکت نکاح قرار دیا ہے۔

اجلاس کے بعد بیعت کی مجلس منعقد ہوئی اور بحیثیت شیخ طریقت مرد و خواتین کی بڑی تعداد نے آپ کے ہاتھوں پر احسان و تزکیہ کی بیعت کی۔ اس طرح جہاں اجلاس کے ذریعہ دینی بیداری کا پیغام عام ہوا، حضرت والا کی قدوم میمنت کی برکت سے سیکڑوں مسلمانوں کو اصلاح حال کا موقع بھی میسر آیا، اس اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا اسرارالحق قاسمی ایم پی کشن گنج نے حضرت امیر شریعت مدظلہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ یہ دارالقضاء حضرت کی عنایت و توجہ سے قائم ہوا ہے، جس کے لیے ضلع کشن گنج کے باشندگان حضرت مدظلہ کے شکرگذار ہیں۔ انہوں نے دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس کے انعقاد کے فیصلہ پر بھی حضرت امیر شریعت کو مبارک باد دی اور اسکو تمام مسلمانوں کے دل کی آواز بتاتے ہوئے کہا کہ کشن گنج سے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اس کانفرنس میں شریک ہوگی۔ اس اجلاس میں مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا مفتی محمد سعیدالرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ، مولانا مفتی محمد جسیم الدین قاسمی استاذ دارالعلوم بہادر گنج، مفتی اظہار عالم قاسمی ناظم دارالعلوم کشن گنج نے بھی خطاب کیا اور مختلف سطح پر سماج میں دینی بیداری لانے کی نصیحت کی اجلاس کو کامیاب بنانے میں مولانا قمر انیس قاسمی رئیس المبلغین امارت شرعیہ، مولانا رئیس احمد مبلغ امارت شرعیہ کے علاوہ استقبالیہ کمیٹی کے تمام افراد نے بڑے حوصلہ کے ساتھ حصہ لیا، واضح رہے کہ حضرت امیر شریعت مدظلہ نے ۱۳/فروری سے اب تک پانچ نئے دارالقضاء اور امارت شرعیہ کے دو اسکولوں کا افتتاح کیا ہے اور اس سلسلہ میں حضرت والا بڑی فکرمندی کے ساتھ دارالقضاء کے نظام کو وسعت دینے کے لیے فکرمند ہیں۔

ناظم امارت شرعیہ کی ائمہ کرام سے دین بچاؤ دیش بچاؤ کو جمعہ کے خطبوں کا موضوع بنانے کی اپیل

ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے ائمہ مساجد اور علمائے مدارس سے اپیل کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس وقت ہمارا ملک بہت ہی نازک صورت حال سے گذر رہا ہے، مرکزی حکومت شریعت میں مداخلت کر رہی ہے۔ مسلم عورتوں کے ازدواجی حقوق کے تحفظ کے نام پر جو طلاق مخالف بل لوک سبھا میں منظور ہوا اور جسے راجیہ سبھا میں منظور کرانے کی تیاری حکومت کر رہی ہے، وہ سراسر شریعت اسلامیہ میں مداخلت، مسلم خواتین کے ساتھ ناانصافی اور مسلم مردوں کو جیل میں ڈالنے کی منظّم سازش ہے، ملک کے حالات بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں، اس لیے امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی تحریک و حکم پر امارت شرعیہ نے موجودہ حالات میں شریعت اسلامی کے تحفظ اور قوانین شریعت میں حکومت کی جانب سے بے جا مداخلت اور دستور ہند میں دیے گئے بنیادی حقوق کی پامالی کے خلاف مضبوط آواز بلند کرنے کے لیے ایک عظیم الشان کانفرنس ۱۵/اپریل ۲۰۱۸ء روز اتوار کو پٹنہ کے تاریخی گاندھی میدان میں ”دین بچاؤ دیش بچاؤ“ کے عنوان سے منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور تمام مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ اس میں لاکھوں کی تعداد میں شریک ہوں اور اپنے جذبۂ ایمانی کا ثبوت دیں، تاکہ حکومت تک ایک مضبوط آواز پہونچ سکے۔ یہ کانفرنس ایک بجے دن سے شروع ہوکر مغرب سے پہلے ختم ہوجائے گی۔ اس لیے تمام علماء کرام اور مساجد کے ائمہ کرام سے اپیل ہے کہ مذکورہ موضوع پر کم از کم اگلے چار جمعوں میں مختلف پہلوؤں پر تقریر کریں اور اپنے حلقے میں لوگوں کو کانفرنس میں شریک ہونے کی طرف متوجہ کریں کہ زیادہ سے زیادہ افراد اس کانفرنس میں شریک ہوں۔

مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کی فوج تیار کرنا ساورکر کا دیرینہ پراجیکٹ

آر ایس ایس کے سربراہ موہن بھاگوت اس سال یوم جمہوریہ کے موقع پر ہندو قوم پرستوں کو یہ پیام دیا تھا کہ وہ اپنے اندر ایک مضبوط فوج تیار کریں، تاکہ ہندوستان کو ہندو راشٹر بنانے کی جانب کام کیا جاسکے۔ انہوں نے ہندوؤں کو اپنی ملیشیا بنانے کی تحریک شروع کرنے پر بھی زور دیا رتھا۔ دراصل ہندوؤں کی فوج تیار کرے کا نظریہ سنگھ پریوار کے نظریاتی گرو ونایک دامودر ساورکر کے دیرینہ پراجیکٹ کا حصہ تھا۔ ساورکر نے مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کی ایک طاقتور فوج تیار کرنے پر زور دیا تھا۔ جب وہ ناسک کے قریب ایک موضع کے اسکول میں زیر تعلیم تھے، ان کی عمر ابھی دس سال ہی تھی کہ وہ اپنی جماعت کے ساتھیوں کو مسلمانوں کے خلاف احتجاج کرنے، ان کی مساجد پر حملے کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی کلاس کے ساتھیوں کو لے کر ایک مقامی مسجد پر پتھراؤ بھی کیا تھا، جس کے بعد اعظم گڑھ میں جواب اتر پردیش کا شہر ہے، فساد بھڑک اٹھا تھا، انہوں نے مسجد کی کھڑکیاں اور شیشے توڑ دیے تھے۔ جس کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کی نظر میں ہیرو بن گئے اور طلبہ کے مسجد پر حملے کو اپنی کامیابی قرار دیا تھا۔ ساورکر نے اپنی ابتدائی عمر میں ہی مسلمانوں پر دباؤ ڈالنے کا فیصلہ کیا تھا اور مسلمانوں سے کہا تھا کہ اگر ہندوان کے سامنے تمثیلی جنگ کی ریہرسل کرتے ہیں تو انہیں چپ رہنا

کی جانب پہلا قدم قرار دیا تھا۔ اس طرح کی طاقت کو وہ مسلمانوں کے خلاف ہراسانی کے لیے استعمال کرسکتے تھے، مسلمانوں کو وہ اپنے درمیان رہنے والا دشمن قرار دیتے تھے، ہندوؤں کی فوج تیار کرنے کا بچپن کا یہ جذبہ و خواب ساورکر کی زندگی کا اہم حصہ بن گیا اور انہوں نے اس مسئلہ پر متواتر کوشش بھی کی، ساورکر نے اپنی محروسی کے دنوں میں ایک کتاب لکھی تھی جس کا عنوان ”ہندو پد پداشاہی“ تھا جس میں مراٹھا راجہ کو ہندو وقار کی علامت بنایا گیا تھا اور مراٹھوں کی فوج کی ستائش کی گئی تھی۔ انہوں نے مغلوں اور مراٹھوں کی جدوجہد کو کامیاب بھی قرار دیا تھا کہ مغلوں کا مقابلہ کرتے ہوئے مراٹھوں نے آزاد ہندو راج بنانے کے لیے بلیو پرنٹ تیار کیا ہے۔ ۱۹۳۰ء کے اواخر اور ۱۹۴۰ء کے اوائل میں انہیں جیل سے رہا کیا گیا اور انہیں آپنی آزادانہ زندگی گذارنے کی اجازت دے دی گئی۔ اس کے بعد انہوں نے ہندوؤں میں مہم چلاتے ہوئے انہیں برطانوی فوج میں شامل ہونے کی ترغیب دینی شروع کردی۔ اس طرح سے انہوں نے ہندوؤں کی اپنی فوج تیار کرنے کی اپنی دیرینہ کوشش جاری رکھی۔ ان کے نظریہ کو آگے بڑھاتے ہوئے راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (آر ایس ایس) بھی ہندوؤں میں فوجی پریڈ، ہتھیار بازی کی مشق اور مسلمانوں کے خلاف نفرت پیدا کرنے کی مہم کو فروغ دینے کا عمل جاری رکھے ہوئے

سائنس وٹکنالوجی

مسلم سائنسدانوں کی اہم ایجادات

تحریر: فوادرضا

ہر دور میں انسان اپنی ضروریات زندگی کی تکمیل کی خاطر کائنات کی مختلف اشیاء کے مابین ربط پیدا کر کے کچھ نہ کچھ اختراع وایجاد کرتا رہتا ہے لیکن اگر ہم اسلام کے عہدِ زریں خلافت راشدہ سے لے کر مسلمانوں کے عروج کے روبہ زوال ہونے تک کے ادوار پر نظر ڈالیں تو یہ بات طشت ازبام ہوجائے گی کہ اگر دنیا خصوصاً مغربی دنیا تعصب وتنگ نظری کا عینک اتار کر حقیقت پسندی وحق شناسی کے عینک سے دیکھے تو محو حیرت رہ جائے گی۔ اسلامی محققین اور مفکرین نے ایسی اشیا کی ایجاد کی یا بنیاد ڈالی جن کے بغیر آج کی جدید دنیا کا تصور بھی محال ہے تو اگر مسلم سائنس دانوں کو آج کے جدید دور کا بانی اور موجد کہا جائے تو بے جانہ ہوگا۔ یہاں ہم چند انتہائی اہم ایجادات کا تذکرہ کر رہے ہیں جنہوں نے انسانی زندگی میں انقلاب برپا کر کے رکھ دیا۔

الجبرا : محمد ابن موسیٰ الخوارزمی وہ پہلے سائنسدان ہیں جنہوں نے حساب اور الجبرا میں فرق کیا اور الجبرا کو باقاعدہ ریاضی کی صنف کو طور پر روشناس کرایا۔ یورپ پہلی بار حساب کے اس نئے سسٹم سے بارھویں صدی میں روشناس ہوا جب برطانوی محقق رابرٹ آف چسٹر نے الخوارزمی کی شہرہ آفاق تصنیف "کتاب الجبر والمقابلہ" کا ترجمہ کیا۔ الخوارزمی کو متفقہ طور پر دنیا بھر میں الجبرا کا بانی سمجھا جاتا ہے اور لفظ الگورتھم بھی ان کے نام سے کشید کیا گیا ہے۔

کیمرہ اوربصریات : علم بصریات پر دنیا کی سب سے پہلی اور شاہکار تصنیف کتاب المناظر ابن الہیثم نے لکھی تھی۔ کروی اور مجمی آئینوں پر تحقیق بھی ان کا شاندار کارنامہ ہے۔ انہوں نے لینس کی میگنی فائنگ پاور کی بھی تشریح کی تھی۔ انہوں نے اپنی خراد پر آتشی شیشے اور کروی آئینے بنائے۔ حدبی عدسوں پر ان کی تحقیق اور تجربات سے یورپ میں مائیکروسکوپ اور ٹیلی سکوپ کی ایجاد ممکن ہوئی تھی۔ ابن الہیثم نے محراب دار شیشے پر ایک نقطہ معلوم کرنے کا طریقہ ایجاد کیا جس سے عینک کے شیشے دریافت ہوئے تھے۔

ابن الہیثم نے آنکھ کے حصوں کی تشریح کے لئے ڈایاگرام بنائے اور ان کی تکنیکی اصطلاحات ایجاد کیں جیسے ریٹنا، کیٹاریکٹ، کورنیا جو ابھی تک مستعمل ہیں۔ آنکھ کے بیچ میں ابھرے ہوئے حصے پتلی کو اس نے عدسہ کہا جو مسور کی دال کی شکل کا ہوتا ہے۔ لاطینی میں مسور کو لینٹل کہتے جو بعد میں لینس بن گیا۔ دنیا کا سب سے پہلا کیمرہ یعنی پن ہول کیمرہ بھی ابن الہیثم کی ہی قابل فخر ایجاد ہے جس سے تصویری صنعت کا آغاز ہوا۔

کافی : خالد نام کا ایک عرب ایتھوپیا کے علاقہ کافہ میں ایک روز بکریاں چرا رہا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ اس کے جانور ایک خاص قسم کی بوٹی کھانے کے بعد چاق وچوبند ہوگئے تھے۔ چنانچہ اس نے اس درخت کی بیریوں کو پانی میں ابال کر دنیا کی پہلی کافی تیار کی۔ ایتھوپیا سے یہ کافی بین یمن پہنچے جہاں صوفی ازم سے وابستہ لوگ ساری ساری رات اللہ کا ذکر کرنے اور عبادت کرنے کے لئے اس کو پیتے تھے۔ پندرھویں صدی میں کافی مکہ معظّمہ پہنچی، وہاں سے ترکی جہاں سے یہ 1645ء میں وینس (اٹلی) پہنچی۔ 1650ء میں یہ انگلینڈ لائی گئی۔ لانے والا ایک ترک "پاسکواروزی" تھا جس نے لندن سٹریٹ پر سب سے پہلی کافی شاپ کھولی۔ عربی کا لفظ قہوہ ترکی میں قہوے بن گیا جو اطالین میں کافے اور انگلش میں کافی بن گیا۔

ڈپلوما : طبیبوں کی رجسٹریشن کا کام سنان ابن ثابت نے 943ء میں بغداد میں شروع کیا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ ملک کے تمام اطباء کی گنتی کی جائے اور پھر امتحان لیا جائے۔ کامیاب ہونے والے 800 طبیبوں کو حکومت نے رجسٹر کر لیا اور پریکٹس کے لئے سرکاری سٹرفکیٹ جاری کئے۔ مطب چلانے کے لئے لائسنس جاری کرنے کا نظام بھی اس نے شروع کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا میں ڈپلوما دینے اور رجسٹریشن کا سلسلہ شروع ہوگیا جو ابھی تک جاری ہے۔

گھڑی : یورپ سے سات سو قبل اسلامی دنیا میں گھڑیاں عام استعمال ہوتی تھی۔ خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے ہم عصر فرانس کے شہنشاہ شارلیمان کو گھڑی (واٹر کلاک) (تحفہ میں بھیجی تھی۔ محمد ابن علی خراسانی) لقب الساعتی ۱۱۸۵ء (دیوار گھڑی بنانے کا ماہر تھا۔ اس نے دمشق کے باب جبرون میں ایک گھڑی بنائی تھی۔

اسلامی سپین کے انجینیئر المرادی نے ایک واٹر کلاک بنائی جس میں گیئر اور بیلنسگ کے لئے پارے کو استعمال کیا گیا تھا۔ مصر کے ابن یونس نے گھڑی کی ساخت پر رسالہ لکھا جس میں ملٹی پل گیئر ٹرین کی وضاحت ڈایاگرام سے کی گئی تھی۔ جرمنی میں گھڑیاں 1525ء اور برطانیہ میں 1580ء میں بننا شروع ہوئی تھیں۔

جنگی ساز: سلطنتِ عثمانیہ میں مہتران یا مہترخانہ کے نام سے منسوم دفتر جنگی کے دوران جنگی ساز بجایا کرتا تھا۔ محققین کے مطابق سلطنتِ عثمانیہ وہ پہلی حکومت تھی جو کہ جنگوں کے دوران فوجی ساز کا مسلسل استعمال کرتی تھی تا آنکہ جنگ ختم نہیں ہوجائے۔ یورپ نے عثمانیوں سے جنگ کے دوران جب سازوں کو نفسیاتی اعتبار سے انتہائی کارآمد دیکھا تو انہوں نے بھی اسے اپنا لیا۔

ھوابازی: امریکہ کے رائٹ برادرز سے ایک ہزار سال قبل اندلس کے ایک آسٹرونامر، میوزیشن اور انجنیئر عباس ابن فرناس نے سب سے پہلے ہوا میں اڑنے کی کوشش کی تھی۔ ایک مؤرخ کے مطابق 852ء میں اس نے قرطبہ کی جامع مسجد کے مینار سے چھلانگ لگائی تا کہ وہ اپنے فضائی لباس کو ٹیسٹ کر سکے۔ اس کا خیال تھا کہ وہ اپنے گلائیڈر سے پرندوں کی طرح پرواز کر سکے گا۔ 875ء میں اس نے گلائیڈر سے ملتی جلتی ایک مشین بنائی جس کے ذریعہ اس نے قرطبہ کے ایک پہاڑ سے پرواز کی کوشش کی۔ یہ فضائی مشین اس نے ریشم اور عقاب کے پروں سے تیار کی تھی وہ لگ بھگ دس منٹ تک ہوا میں اڑتا رہا مگر اترتے وقت اس کو چوٹیں آئیں کیونکہ اس نے گلائیڈر میں اترنے کے لئے پرندوں کی طرح دم نہ بنائی تھی۔

اسپتال : دنیا کا پہلا اسپتال قاہرہ میں احمد ابن طولون کے دورِحکومت میں 872ء میں قائم کیا گیا جہاں مریضوں کو مفت طبی امداد دی جاتی تھی۔ اسپتال میں مریضوں کی تیمارداری کے لیے باقاعدہ تربیت یافتہ نرسیں اور تربیت کا شعبہ بھی تھا بعدازاں اسی اسپتال کی طرز پر بغداد اور پھر دنیا بھر میں اسپتال قائم کئے گئے۔

طب : دنیا کا سب سے عظیم حکیم اور ریاضی دان بوعلی الحسین ابن عبداللہ السینا تھے جنہوں نے طب کی دنیا میں انتہائی اہم ترین دریافتیں کی، طبکے موضوع پر لکھی گئی ان کی کتاب القانون صدیوں تک یورپ میں پڑھائی جاتی رہی جبکہ ادویات کے لئے ان کی تصنیف "الادویہ" کو طب کی دنیا میں انجیل کا سا مقام حاصل ہے۔

علم طبیعات میں ابن سینا پہلا شخص ہے جس نے تجربی علم کو سب سے معتبر سمجھا۔ وہ پہلا طبیعات داں تھا جس نے کہا کہ روشنی کی رفتار لامحدود نہیں بلکہ اس کی ایک معین رفتار ہے۔ اس نے زہرہ سیارے کو بغیر کسی آلہ کے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا۔ اس نے سب سے پہلے آنکھ کی فزیالوجی، اناٹومی، اور تھیوری آف ویژن بیان کی۔

اس نے آنکھ کے اندر موجود تمام رگوں اور پٹھوں کو تفصیل سے بیان کیا۔ اس نے بتلایا کہ سمندر میں پتھر کیسے بنتے ہیں، پہاڑ کیسے بنتے ہیں، سمندر کے مردہ جانوروں کی ہڈیاں پتھر کیسے بنتی ہیں۔

مسلمانوں نے سائنسی میدان میں ایک ہزار سالہ انقلابی دور گزارا ہے۔ مگر افسوس پندرہویں صدی عیسوی میں اندلس سے عیسائیوں کے ذریعہ مسلمانوں کا نکالا جانا، وسط ایشیا میں تاتاریوں کے مسلسل کامیاب حملے، ہلاکو کے ذریعہ بغداد کی تباہی، قاہرہ کی الازھر یونیورسٹی کی لائبریریوں کا نذر آتش کرنا، مسلکی اختلافات کا پروان چڑھنا یہ وہ اسباب تھے جن کی وجہ سے مسلمان زوال کا شکار ہوگئے اور ان کی سیاسی، علمی، سائنسی قوتیں مفلوج ہوکر رہ گئیں۔ ایڈورڈ ایٹیا نے مسلمانوں کے اس زوال کو طویل نیند سے تعبیر کیا ہے۔

ہفتہ رفتہ — ہفتہ رفتہ — ہفتہ رفتہ — ہفتہ رفتہ — راشد العزیزی ندوی

معلمین وائمہ مساجد کے لیے تربیتی کیمپ

امارت شرعیہ، بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ میں تعلیمی تحریک چلا رہی ہے، اور پسماندہ دیہاتوں میں مکاتب قائم کر کے نئی نسل کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے میں سرگرم عمل ہے، صحیح تعلیم کیلئے اساتذہ ومعلمین کا تربیت یافتہ ہونا ضروری ہے، اس کے لئے امارت شرعیہ کے زیر اہتمام ہر سال تربیتی کیمپ کا انعقاد کیا جاتا رہا ہے، ان خیالات کا اظہار ناظم امارت شرعیہ حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے اپنے ایک پریس ریلیز میں فرمایا، ناظم صاحب مزید فرمایا کہ اس سال یہ کیمپ امارت شرعیہ کے زیر اہتمام مورخہ ۱۱/تا ۱۴/مارچ ۲۰۱۸ء مطابق ۲۲/تا ۲۵/جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ روز اتوار تا بدھ بمقام مدرسہ اسلامیہ بتیا مغربی چمپارن اور ۱۷/تا ۲۱/مارچ ۲۰۱۸ء مطابق ۲۸/جمادی الثانیہ تا ۳/رجب ۱۴۳۹ھ روز سنیچر تا بدھ بمقام مدرسہ معین الغرباء جامع مسجد ناصری گنج ضلع رہتاس، منعقد ہوگا، تربیت دینے کیلئے اس فن کے ماہرین تشریف لائیں گے۔ اس اہم پروگرام میں شرکت کے لئے تمام معلمین مکاتب وائمہ مساجد یقینی طور پر تشریف لائیں۔ مزید تفصیلات کے لیے بتیا اور اس کے قرب وجوار سے تعلق رکھنے والے حضرات 9939991442 اور ناصری گنج رہتاس اور اس کے قرب جوار سے تعلق رکھنے والے حضرات 8877764262 پر رابطہ کریں۔ یہ اطلاع جناب مولانا منت اللہ حیدری قاسمی امارت شرعیہ نے دی ہے۔

مارچ کی مختلف تاریخوں میں مدارس اسلامیہ کے ذمہ داروں کا حلقہ وار اجتماع

مجلس شوریٰ امارت شرعیہ کی تجویز کے مطابق مدارس اسلامیہ کے تعلیمی نظام کو مربوط ومستحکم کرنے، حلقہ میں خود کفیل مکاتب اسلامیہ کے قیام، اصلاح معاشرہ کی کوششوں کو تیز تر کرنے، کلمہ کی بنیاد پر اتحاد واتفاق جیسے اہم مسائل پر تبادلۂ خیال کرنے کے لیے ۱۱/مارچ کو معہد العلوم الاسلامیہ چک چمیلی سرائے ویشالی، ۱۴/مارچ مدرسہ اسلامیہ بتیا مغربی چمپارن، ۱۵/مارچ مدرسہ اصلاح المسلمین بستوارہ دربھنگہ، ۲۰/مارچ مدرسہ فلاح دارین ڈہری اون سون رہتاس میں حلقہ وار اجتماع منعقد ہوگا، جس میں امارت شرعیہ کے ذمہ داران کی شرکت یقینی ہے، یہ اطلاع دیتے

شرکت کی گذارش کی ہے، انہوں نے کہا کہ اس موقع سے وہ مدارس سے جو امارت شرعیہ سے تصدیق نامہ حاصل کرتے ہیں، تصدیق نامہ سے متعلق ضروری کاغذات ساتھ لانے کے لئے کہا ہے تا کہ تصدیق نامہ سے متعلق کارروائی کا آغاز کیا جاسکے۔ توقع کی جاتی ہے کہ اس اجتماع سے علاقہ میں تعلیمی بیداری مہم کو فروغ ملے گا اور جد وجہد کی نئی راہیں کھلیں گی۔

خادم الحجاج کے لئے آن لائن درخواست فارم بھرنے کی آخری تاریخ 24 مارچ

بہار ریاستی حج کمیٹی کے چیف ایکزیکیوٹو آفیسر جناب محمد راشد حسین نے مطلع کیا ہے کہ حج 2018 کے لئے خادم الحجاج کے لئے حج کمیٹی آف انڈیا ممبئی کے سرکولر نمبر 14 مورخہ 05.03.2018 کے ذریعہ صوبہ بہار کے مرد وخواتین سرکاری ملازمین سے آن لائن درخواست حج کمیٹی آف انڈیا کے ویب سائٹ www.hajcommitee.gov.in پر طلب کی گئی ہے۔ خادم الحجاج کے لئے حج کمیٹی آف انڈیا کے ذریعہ جاری کردہ ضروری شرائط کا ہونا لازمی ہے۔ ان شرائط میں درخواست دہندگان، حج اور عمرہ کے امور اور مناسک حج کے متعلق معلومات رکھتے ہوں اور خود حج یا عمرہ بھی کر چکے ہوں اور جن کی عمر 01.07.2018 کو 25 سے 58 سال کے درمیان ہو اور عربی زبان سے واقف ہوں۔ اور ان کے پاس پاسپورٹ موجود ہے وہ آن لائن درخواست کی آخری تاریخ 24.03.2018 تک کرنے کے بعد آن لائن درخواست کی ہارڈ کاپی سبھی مطلوبہ دستاویز کے ساتھ ریاستی حج کمیٹی کے دفتر میں جمع کر سکتے ہیں۔ درخواست کے ساتھ درخواست دہندگان کو اپنے Employer سے NOC منسلک کرنا ضروری ہے۔ درخواست کے ساتھ اس بات کا اقرار نامہ دینا لازمی ہوگا کہ اس سال ان کے کوئی بھی رشتہ دار حج پر نہیں جا رہے ہیں، سعودی عرب میں کسی بھی معلم سے خادم الحجاج کے تعلقات نہ ہوں۔ خادم الحجاج دوران سفر چالیس دنوں تک عازمین حج کی خدمت پر مامور رہیں گے۔ آن لائن درخواست فارم بھرنے اور دیگر تفصیلی معلومات کے لئے حج کمیٹی آف انڈیا کی ویب سائٹ www.hajcommitteegov.in پر رجوع کریں۔ مزید معلومات کے لئے بہار ریاستی حج کمیٹی کے دفتر کے فون

''دین بچاؤ، دیش بچاؤ'' تحریک وقت کی ضرورت

مولانا انیس الرحمٰن قاسمی، ناظم امارت شرعیہ، پھلواری شریف پٹنہ

حاضرین گرامی قدر! آج کا یہ اجلاس مفکر اسلام حضرت امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کے زیر صدارت منعقد ہو رہا ہے، یہ ایک مشاورتی اجلاس ہے، اس وقت ملک کے جو حالات ہیں، اس میں دین کو بھی خطرہ ہے اور ملک کو بھی خطرہ ہے، ملک کے خطرات سے آپ واقف ہیں، ملک کا حال یہ ہے کہ یہاں کی دولت لوٹی جا رہی ہے، ظاہر ہے اس ملک میں جب ایماندار لوگ اچھے عہدوں پر نہیں ہوں گے تو اس ملک کے غریب اور ایماندار عوام کا پیسہ کچھ لوگ لوٹتے رہیں گے۔ ہمارے ملک میں کوئی بھی کام بغیر رشوت کے اب ناممکن ہوتا جا رہا ہے، اس ملک میں اقتدار پر آنے والے جاہ پرستوں کی ایک فوج ہے، جو اس ملک کی سلطنت پر قابض ہے، وہ لوگ ملک کی خدمت کے لیے نہیں آرہے ہیں؛ بلکہ اپنی اغراض و فائدے کے لیے آرہے ہیں، عوام کی خدمت کے لیے بہت ہی کم لوگ آپ کو نظر آئیں گے، یہاں ذات اور برادری کے نام پر لوگوں کو توڑنے کا، ان کو استعمال کرنے کا، کمزوروں کو دبانے کا برسوں سے کھیل جاری ہے اور اس پر روک نہیں لگ رہی ہے، آپ اسٹیج پر اس کے خلاف تقریریں سنیں گے؛ لیکن عمل نظر نہیں آئے گا، یہاں کے لوگوں کی جان، ان کا مال، ان کی عزت اور آبرو کی حاظت دشوار ہوتی جا رہی ہے، عزت و آبرو کا حال آپ روزانہ کے اخبار میں پڑھتے ہیں، یہ ملک اس لیے آزاد ہوا تھا کہ یہاں کے لوگوں کی جان و مال محفوظ رہے، وہ لوگ جو عورتوں کے نام پر ووٹ کو بٹورنا چاہتے ہیں، وہ اسٹیج پر عورتوں کے حقوق کی بات کرتے ہوئے نظر آتے ہیں؛ لیکن آپ ذرا گورنمنٹ کی اس رپورٹ کو اٹھا کر دیکھئے جو کرائم بیورو کی جانب سے شائع ہوئی ہے، جس میں یہ درج ہے کہ سالانہ سات سے آٹھ ہزار عورتیں پورے ملک میں قتل کی جا رہی ہیں، یا وہ خودکشی کر لیتی ہیں؛ کیوں کہ ان کو عدالتوں کے ذریعہ انصاف نہیں ملتا، سماج کے ذریعہ انصاف نہیں ملتا، جس ملک میں آٹھ ہزار شادی شدہ عورتیں ہر سال قتل کی جا رہی ہیں اور ایک لاکھ سے زائد عورتوں کی عصمتیں لوٹی جا رہی ہوں، کیا وہ ملک محفوظ ہے؛ اس لیے آج ضرورت ہے اس ملک کو بچانے کی، اس دیش کو بچانے کی۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو! شریعت نے انصاف کا ایک قانون دیا تھا، آپ سوچئے آزادی کے ستر سال ہو گئے، کیا ایک بھی ایسے شخص کو پھانسی کی سزا ملی، جس نے اپنی شادی شدہ بیوی کو قتل کیا؟ یہ عدالتیں انصاف کیوں نہیں دے رہی ہیں، ۲۰۱۱ء سے لے کر ۲۰۱۵ء تک کی پچاس ہزار شادی شدہ خواتین کا قتل ہوا، کیا آپ نے سنا پورے ملک میں کسی ایک شوہر کو بھی بیوی کے قتل کے جرم میں پھانسی دی گئی ہے، نہیں دی گئی، نہ پارلیمنٹ کے ممبران اس کے لیے آواز اٹھاتے ہیں، اس ملک کی عورتوں کا قتل ہوتا رہے گا، اس ملک کی عورتوں کی عصمت ریزی ہوتی رہے گی، آج وہی لوگ کہہ رہے ہیں کہ پارلیمنٹ کے ذریعہ مسلم عورتوں کے حقوق کے لیے ہم طلاق کا قانون بنانا چاہتے ہیں، اس ملک میں طلاق کے اوپر جو پابندی ہے، اس کے نتیجہ میں اتنی ہزار عورتوں کا قتل ہو رہا ہے، اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیئے، یا مردوں کو جو حقوق دیئے، وہ بے مثال ہے، اگر آپس کے رشتہ میں ناچاقی ہو تو طلاق کے ذریعہ اس رشتہ کو ختم کر لیا جائے، اس کو بے سہارا نہیں چھوڑا گیا ہے، طلاق کے اوپر جہاں پابندی لگی ہوئی ہے، اس سماج میں بائیس لاکھ عورتیں شادی شدہ ہونے کے باوجود شوہروں سے الگ ہیں، یہ بائیس لاکھ عورتیں کس حالت میں ہیں، کوئی ان کی فکر کرنے والا نہیں ہے، ظاہر ہے کہ یہ عورتیں اس سماج کا حصہ ہیں، جس سماج کی اکثریت آج حکومت کے اوپر قابض ہے، جو غالب ہیں، جو پارلیمنٹ میں عورتوں کے حقوق کی دہائی دیتے ہیں، ہم ان سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان بائیس لاکھ عورتوں کے لیے کیوں نہیں آپ کا سماج انصاف کر رہا ہے، کیوں نہیں قانون انصاف کر رہا ہے، وہ بے سہارگی کی زندگی گذار رہی ہیں، نہ ہی وہ طلاق پا کر دوسرا رشتہ کر سکتی ہیں، اس ملک کی فاشش طاقتیں اس ملک پہ حاوی ہوتی جا رہی ہیں؛ لیکن کیا مسلمان اس ملک میں اسی لیے ہیں کہ ظلم کو ہوتا ہوا دیکھیں، ظلم صرف آپ کے اوپر نہیں پورے سماج کے اوپر ہے، اس میں ہندو مسلم کی کوئی تفریق نہیں، اس میں دلت اور غیر دلت کی کوئی تفریق نہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ اقلیتوں اور دلتوں کے اوپر بے انتہا مظالم ہو رہے ہیں، ان کی جان اور مال کو لوٹا جا رہا ہے، قتل کئے جا رہے ہیں اور ان کے لیے انصاف کے دروازے بظاہر کھلے ہوئے ہیں؛ لیکن بند ہوتے ہوئے نظر آرہے ہیں، آج سے پچیس سال پہلے یہ حالت نہیں تھی، ہمارے ملک میں اب دین کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے، آج اس ملک میں ہمارے دین کے اوپر پابندی لگائی جا رہی ہے، اس پارلمنٹ میں جس پارلمنٹ نے ۱۹۵۰ء میں دستور ہند کو پاس کیا تھا، جس میں یہ گارنٹی دی گئی تھی کہ اس ملک کے ہر شخص کی جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت ہوگی، اس کے مذہب کی حفاظت ہوگی، اس کو مساوات اور انصاف کا حق ملے گا۔ آج اسی پارلمنٹ کے ذریعہ کچھ لوگ اکثریت کے

۱۵/اپریل ۲۰۱۸ کو ایک بڑا جلاس ہوگا، جس میں یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ اس ملک کو اس حالت میں ہم نہیں رہنے دیں گے، اس ملک سے کرپشن کو ختم کرنا ہوگا، اس ملک سے ناانصافی کو دور کرنا ہوگا، اس ملک سے لوٹنے والوں کو ہٹانا ہوگا، اس ملک میں ایسے لوگوں کو پارلیامنٹ میں جانا ہوگا، جو انصاف پسند ھیں، جو دستور کی حفاظت کرنے والے ھیں، جو لوگوں کے حقوق کی پاسداری کرنے والے ھیں، جو یھاں کے بسنے والوں کے دین اور مذھب کی حفاظت کرنے والے ھیں، عورتوں کی عزت وآبرو کی حفاظت کرنے والے ھیں، ان کی عزت اورآبرو پر ڈاکه ڈالنے والے نه بنیں۔

رہے ہیں، ماضی میں اس طرح کی لوگوں میں ہمتیں نہیں آئی تھیں کہ اس ملک کے شہریوں کے مذہب کے اوپر پابندی لگائی جائے، طلاق ثلاثہ کا وہ مشہور مقدمہ جو سپریم کورٹ میں دائر ہوا تھا، آپ جانتے ہیں کہ سپریم کورٹ میں حکومت ہند کے اٹارنی جنرل نے اپنا موقف کیا اپنایا تھا، اس نے کہا تھا کہ تین طلاق نہیں، ہم اس پورے نظام طلاق کے اوپر پابندی چاہتے ہیں، کیا اس ملک کی آزادی اسی لیے ہوئی تھی کہ حکومت ہند کا ایک وکیل سپریم کورٹ میں آکر یہ کہے کہ اس ملک میں مسلمانوں کے قانون طلاق کے اوپر پابندی لگا دی جائے، کل وہ کہے گا کہ قانون نکاح کے اوپر پابندی لگا دی جائے، آپ سپریم کورٹ کے اس فیصلے کو پڑھ لیجئے، اس فیصلہ میں حکومت ہند کا کیا نظریہ ہے، وہ واضح ہے، اس ملک اور دین کو بچانے کے لیے ہمیں گاندھی میدان میں آنا چاہئے، ہمیں پیچھے ہو کر چلنے والا نہیں بننا چاہیے، اس ملک کی قیادت کرنے والی امت کو آگے آنا چاہیے، حالات کا شکوہ نہیں کرنا چاہیے، حالات کو بدلنے والی امت بننا چاہیے، حضرت امیر شریعت نے اسی لیے آواز دی ہے۔ آج کا یہ اجلاس اس بات کو بتا رہا ہے کہ آپ ۱۵/اپریل کو ایک بڑا جلاس ہوگا، جس میں یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ اس ملک کو اس حالت میں ہم نہیں رہنے دیں گے، اس ملک سے کرپشن کو ختم کرنا ہوگا، اس ملک سے ناانصافی کو دور کرنا ہوگا، اس ملک سے لوٹنے والوں کو ہٹانا ہوگا، اقتدار کی گدیوں سے اس ملک میں ایسے لوگوں کو پارلیامنٹ میں جانا ہوگا، جو انصاف پسند ہیں، جو دستور کی حفاظت کرنے والے ہیں، جو لوگوں کے حقوق کی پاسداری کرنے والے ہیں، جو یہاں کے بسنے والوں کے دین اور مذہب کی حفاظت کرنے والے ہیں، عورتوں کی عزت و آبرو کی حفاظت کرنے والے ہیں، ان کی عزت اور آبرو پر ڈاکہ ڈالنے والے نہ بنیں۔ ۱۹۹۲ء میں بابری مسجد توڑی گئی، کیوں توڑی گئی، کیا اس ملک میں ہندو مذہب آج سے ہے؛ لیکن یہی فرقہ پرست ہیں جنہوں نے گمراہ کرنے کا کام کیا اور اس مسجد کو توڑا اور آج یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم عدالت کے فیصلوں کو نہیں مانیں گے، آپ جانتے ہیں، مسلم پرسنل لا بورڈ کیوں کہہ رہا ہے کہ ہمیں عدالت کا فیصلہ منظور ہوگا، اگر اس ملک کے عوام اور اس ملک کے خواص کا عدالتوں سے اعتماد اٹھ گیا تو بتاؤ اس ملک میں انصاف کہاں ملے گا، کیا پارلیامنٹ سے انصاف ملے گا،؟ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ بابری مسجد کا جو بھی فیصلہ ہوگا، عدالت سے ہوگا، ہمیں منظور ہوگا، ہم اس ملک کے ایک سو پچیس کروڑ عوام کو بتانا چاہتے ہیں کہ ہم عدالت کا فیصلہ اس لیے ماننا چاہتے ہیں؛ تاکہ پورے ملک کی عوام یہ جان لے کہ عدالتیں ہی مقدموں کا فیصلہ کرتی ہیں، جھگڑوں کا تصفیہ کرتی ہیں اور عدالتوں کے ذریعہ ہی آپسی جھگڑے دور کئے جاتے ہیں، یقیناً آپسی جھگڑے مصالحت سے بھی دور ہوتے ہیں؛ لیکن جب مصالحت کی کوئی شکل باقی نہیں رہتی، تب ہی عدالت کو فیصلہ کرنے پڑتے ہیں، ایک بابری مسجد کا ہی مقدمہ نہیں ہے؛ بلکہ کتنے ہزار مندروں مسجدوں اور مقبروں کے آپسی جھگڑے عدالتوں میں ہیں، سب کے فیصلے سیکڑوں سال سے عدالت کے ذریعہ ہوتے آرہے ہیں اور ہوتے رہیں گے؛ اس لیے ہم بھی چاہتے ہیں کہ سپریم کورٹ کے ذریعہ ہی بابری مسجد اور رام جنم بھومی کا فیصلہ ہو، کچھ لوگ گمراہ کر رہے ہیں اور یہ دیکھنے میں بہت اچھی اسکیم لگتی ہے، بعض ایسے ناسمجھ لوگ بھی اور بعض ایسے افراد بھی جو صاحب علم ہیں، ان کے بہلاوے کے شکار ہو جاتے ہیں، لیکن مسلم پرسنل لا بورڈ نے یہ واضح کر دیا کہ ہم کسی غلط فہمی کے شکار نہیں ہوں گے، اس ملک کی بقا کا مسئلہ ہے، اس دین کی حفاظت کا مسئلہ ہے، یہاں کے لوگوں کی حفاظت کا مسئلہ ہے کہ اس ملک کی عدالتیں جو فیصلے کریں گی، ہمیں اسی کو ماننا ہوگا، لوکل عدالتیں فیصلے کرتی ہیں اور آپ کو محسوس ہوتا ہے کہ اس کے فیصلہ میں کمی رہ گئی ہے، آپ ہائی کورٹ جاتے ہیں، ہائی کورٹ کے فیصلوں میں اگر کوئی کمی ہو جاتی ہے تو سپریم کورٹ جاتے ہیں، سپریم کورٹ کے بینچ کے فیصلوں میں اگر کوئی کمی ہو جاتی ہے تو ڈبل بینچ بنواتے ہیں، اس کے فیصلہ میں اگر کوئی کمی ہو جاتی ہے تو پھر بینچ بنواتے ہیں، لیکن فیصلہ تو ہوتا ہے اور یہی اس ملک کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔

اس لیے حضرت امیر شریعت نے آپ کو آواز دی ہے کہ ۱۵/اپریل کو پورے جوش ایمانی کے ساتھ آنا ہے اور گاندھی میدان کو بھر دینا ہے، آپ جانتے ہیں کہ ہم صرف ایک جلسہ نہیں کرنا چاہتے ہیں، یہ ایک تحریک ہے اور یہ اس وقت تک جاری رہے گی، جب تک اس ملک میں امن نہیں ہو جاتا، جب تک اس ملک کی حفاظت کا انتظام نہیں ہو جاتا، ہم اس ملک میں اپنی شریعت، سنت اور مساجد و مدارس کے ساتھ رہیں گے۔ میں جان و مال اور دین سے کسی بھی حال میں دست بردار نہیں ہوں گے، ہم اس ملک کی حفاظت، اس کی ترقی، اس کے دستور اور آئین کے مطابق کر دیں گے، آپ سب اس کے لیے تیار رہیں اور ہرگز کسی ہزیمت یا ذہنی پژمردگی

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

دارالقضاء ملک کے عدالتی نظام کے لئے معاون کی حیثیت رکھتا ہے: حضرت امیر شریعت مدظلہ

معاشرہ میں امن وامان کے قیام اور ملک وسماج کی ترقی واستحکام کے لئے انصاف کی راہ کا آسان ہونا ضروری ہے، انصاف کے قیام سے ہی ظلم کا خاتمہ اور معاشرہ میں امن وسکون بحال ہوتا ہے۔امارت شرعیہ کے زیرانتظام دارالقضاء کا پھیلا ہوا نظام دراصل اسی انصاف کی راہ کو آسان بنانے کی عملی جدوجہد ہے، ان خیالات کا اظہار مفکراسلام حضرت امیر شریعت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ نے ۶/مارچ کو ضلع سوپول کے شہر سوپول میں دارالقضاء کے قیام کے سلسلہ میں منعقد ایک عظیم الشان اجلاس عام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔آپ نے اس موقع پر دارالقضاء کی عمارت کا سنگ بنیاد بھی رکھی اور جناب مولانا ابوالقاسم رحمانی کو ضلع سوپول کے نو بلاکوں کے اندر کارقضاء کی انجام دہی کے لئے اجازت نامہ بھی مرحمت فرمایا،آپ نے اجلاس میں شریک مسلمانوں سے عہدلیا کہ آپسی تنازعات پہلے مرحلہ میں سماج کے اندر سمجھدار لوگوں کے ذریعہ حل کریں گے۔اور اگر معاملہ وہاں حل نہیں ہوتا تو دارالقضاء کے ذریعہ حل کرائیں گے۔آپ نے فرمایا کہ دارالقضاء ملک کے عدالتی نظام کا مقابل نہیں بلکہ معاون ہے،اس کے ذریعہ لوگوں کو کم وقت،کم خرچ میں آسانی سے انصاف مل جاتا ہے، ملک کی عدالتوں کا بوجھ کم ہوتا ہے،اس وقت کئی کروڑ مقدمات سرکاری عدالتوں کے اندر پینڈنگ میں ہیں، ایسی صورتحال میں خود حکومت نے نچلی سطح پر معاملات کے حل کے لئے بہت سی راہیں اختیار کی ہیں، دارالقضاء بھی اسی کی ایک شکل ہے۔ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس نظام کو اللہ کی رحمت اور ملک وملت کے لئے ایک عظیم نعمت اور بڑی ضرورت سمجھتے ہوئے اس نظام کو مستحکم بنایئے اور اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایئے۔

اس اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے قاضی شریعت حضرت مولانا محمد قاسم مظفرپوری صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اللہ نے ہر مسلمان کو عدل کے قیام، احسان اور حسن سلوک کو عام کرنے نیز قرابت داروں کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ہر ناپسندیدہ عمل اور بے حیائی سے منع کیا ہے۔اگر ہر انسان ان تین باتوں کے کرنے اور منع کئی گئی تین باتوں سے رکنے کا کام شروع کردے تو پورا معاشرہ امن وآشتی کا گہوارہ بن جائے۔حضرت قاضی صاحب نے تفصیل کے ساتھ ان معروفات کی افادیت اور منکرات کی شناعت پر روشنی ڈالی۔امارت شرعیہ کے نائب ناظم مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے موجودہ حالات میں ظلم،انتہاپسندی اور دنیا میں موجود کرب وبے چینی کے خاتمہ کے لئے حسن اخلاق اور انصاف کے قیام کو ضروری قرار دیتے ہوئے کہا کہ اگر معاشرہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو ہم اپنالیں۔اور اخلاق کریمانہ کا جو نمونہ ہمارے نبی نے عطا کیا ہے۔اپنے آپ کو اس کا نمونہ بنائیں۔تو ہر طرف محبت وہمدردی کی فضا عام ہوجائے گا۔آج کی دنیا میں اگر کسی چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے تو وہ محبت کے بولی اور پیار کے کردار کی ہے۔اسی طرح انصاف کے قیام سے ہی ظلم کا خاتمہ ممکن ہے۔اور ظلم کے خاتمہ کے بغیر امن قائم نہیں ہوسکتا۔مفتی امارت شرعہ جناب مولانا مفتی سعیدالرحمٰن قاسمی صاحب نے حکومت کے حالیہ طلاق بل کے نقائص پر روشنی ڈالی اور ۱۵/اپریل اجلاس میں شرکت کی اپیل کی۔جناب مولانا مفتی انظار عالم قاسمی صاحب نائب قاضی شریعت امارت شرعہ نے نظام قضاء کی افادیت واہمیت پر روشنی ڈالی۔رئیس المبلغین مولانا قمرانیس قاسمی صاحب نے اپنے خاص انداز میں اجلاس کے منتظمین کا شکریہ ادا کیا۔اور اخلاص کے ساتھ ہر عمل کو مقبول اور مفید بنانے کی تلقین کی۔اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں جناب حافظ عبدالرشید صاحب،جناب مولانا سلیم الدین ندوی صاحب،مفتی معراج قاسمی صاحب،مفتی نیہال ندوی صاحب،حاجی آفتاب صاحب،جناب رمضان علی صاحب،مفتی ضیاء الدین صاحب،مولانا اکبر قاسمی صاحب،جناب بابو جمال الدین صاحب،جناب احسان بابو صاحب،اور ضلع وشہر کے علماء ائمہ اور نوجوانوں نے حوصلہ مندانہ رول ادا کیا۔

مسلمان دارالقضاء کے ذریعہ اپنے مسائل حل کرنے کا مزاج بنائیں: حضرت امیر شریعت

ضلع سوپول کے دین بندھی میں دار القضاء کا قیام اور قاضی شریعت کی تقرری کا اعلان

مسلمانوں کی پہلی ایمانی ذمہ داری ہے کہ ان کے درمیان جھگڑے اور تنازعات نہ ہوں،جھگڑے اور تنازعات سے سماج کمزور ہوتا ہے، اللہ کی رحمت روٹھ جاتی ہے،قرآن پاک میں فرمایا گیا کہ آپس میں جھگڑے مت کرو، ورنہ تم ناکام ہوجاؤ گے اور دنیا کی نگاہوں میں تمہاری حیثیت کمزور ہوجائے گی۔اس لیے ہر مسلمان کو اس کا دھیان رکھنا چاہئے کہ ان کے گھر اور سماج میں جھگڑے کا ماحول پیدا نہ ہو اور اگر جھگڑے ہوجائیں تو پہلے خاندانی وسماجی طور پر باہمی مفاہمت سے اس کو حل کیا جائے، اگر سماجی طور پر حل نہ نکلے تو دارالقضاء میں اس کو پیش کرکے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی انصاف حاصل کرے، آج جو مقدمات سرکاری عدالتوں میں جاتے ہیں، ان کے حل میں لانبا وقت بھی لگتا ہے، گاڑھی کمائی کا ہزاروں ہزار خرچ بھی ہوتا ہے، اور جھوٹ ورشوت جیسے گناہوں کا مرتکب بھی ہونا پڑتا ہے۔ان پریشانیوں سے بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ دارالقضاء کے نظام سے فائدہ اٹھایا جائے، جہاں جیتنے والا تو جیتتا ہی ہے، ہارنے والا بھی اجروثواب کا مستحق ہوتا ہے، دارالقضاء کی اسی ضرورت کے پیش نظر مدرسہ دینیہ دین بندھی میں دارالقضاء کا نظام شروع کیا جارہا ہے، آپ کی ذمہ داری ہے کہ اسی نظام سے فائدہ اٹھائیں، دارالقضاء اور قاضی کی عظمت کو دل میں بٹھائیں، ان خیالات کا اظہار حضرت امیر شریعت مفکر اسلام مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العالی نے ۷/مارچ کو بعد نماز مغرب مدرسہ دینیہ دین بندھی، ضلع سوپول میں منعقد ایک عظیم الشان افتتاحی اجلاس برائے دارالقضاء کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا، آپ نے اس اجلاس کو خطاطب کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ حالات میں تبدیلی کے لیے مسلمانوں میں دینی شعور کی بیداری ضروری ہے، مرد، عورت اور نوجوان ہر ایک کی ذمہ داری ہے کہ دین کی صحیح واقفیت حاصل کرے، دینی مزاج بنائے اور اپنے مسائل ومشکلات کا حل شریعت اسلامی کی روشنی میں حاصل کرے، اس موقع پر حضرت امیر شریعت نے جناب مولانا عبدالواحد قاسمی صاحب کو دارالقضاء دین بندھی کے لیے قاضی شریعت مقرر کرتے ہوئے انہیں اجازت نامہ بھی عنایت فرمایا۔اس موقع سے پانچ جوڑوں کا نکاح بھی سادہ طور پر حضرت امیر شریعت نے پڑھایا، حضرت امیر شریعت کے دیدار اور آپ کے خطاب کو سننے کے لیے قرب وجوار سے ہزاروں ہزار مسلمانوں کا ازدحام دیکھنے کے قابل تھا، اس اجلاس میں حضرت مولانا محمد قاسم مظفرپوری، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی، مفتی محمد انظار عالم قاسمی، مفتی سعیدالرحمٰن قاسمی وغیرہ نے بھی خطاب کیا اور اصلاح معاشرہ، دارالقضاء کی اہمیت وضرورت اور موجودہ حالات میں تحفظ شریعت کے تعلق سے اظہار خیال کیا، مدرسہ کے سکریٹری جناب عبداللہ صاحب نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا، مولانا نوراللہ صاحب ناظم مدرسہ نے افتتاحی کلمات کہے، جناب مفتی ثناء اللہ صاحب نے نظامت کی ذمہ داری نبھائی۔اخیر میں حضرت امیر شریعت کی دعا پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

وقت اور تاریخ سب سے بڑا محاسب ہے

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری امیر شریعت مفکراسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی تحریک پر ۱۵/اپریل کو شہر پٹنہ کے تاریخی گاندھی میدان میں دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس منعقد ہورہی ہے، جس میں بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ سے لاکھوں فرزندان توحید شریک ہوں گے اور اپنی ایمانی حمیت وغیرت کا ثبوت پیش کریں گے۔اس کانفرنس کو ہر سطح سے کامیاب اور موثر بنانے کے لئے شہر پٹنہ کے مختلف مقامات پر رابطہ مہم چلائی جارہی ہے، مولانا رضوان احمد ندوی کی قیادت میں مولانا مطیع الرحمٰن دارالقضاء، مولانا مجیب الرحمٰن معاون قاضی نے سلطان گنج کے شاہ ارزاں، بکسریہ ٹولہ مسجد ابوبکر ترپولیہ اور پیر بہور کی جامع مسجد میں مسلمانوں سے اپنی شریعت کی حفاظت کے لئے متحد ومنظّم ہوکر بڑی تعداد میں شرکت کی اپیل کی۔باقر گنج جامع مسجد میں خطاب کرتے ہوئے مولانا رضوان احمد ندوی نے کہا کہ مرکزی حکومت ہر محاذ پر ناکام ثابت ہوئی، معاشی واقتصادی طور پر ملک پر خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں، اس لئے ارباب سیاست عوام کی توجہ کو ان حقائق کی طرف سے ہٹانے کے لئے مسلمانوں کے دینی شعائر پر حملہ کررہی ہے، تاکہ اکثریتی ووٹوں کو متحد کرسکیں، لیکن یہ بات بھی یاد رکھئے کہ وقت اور تاریخ سب سے بڑا محاسب ہوتا ہے، وہ بہت باریک بینی سے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے حکومتوں کی ناکامیوں اور نامرادیوں کی تاریخ مرتب کررہی ہے، اس کے حقائق سے کہیں کوئی منہ نہیں موڑ سکتا، اور وقت قریب آرہا ہے جب آپ کو پائی پائی کا حساب چکانا پڑے گا، محاسبہ کا وقت آگیا ہے اس لئے مسلمان گاندھی میدان کے اجلاس میں بڑی تعداد شریک ہوکر اپنی زندہ دلی کا ثبوت پیش کریں ،اس رابطہ مہم میں مولانا ثناء اللہ ندوی ازہری، مولانا قاری عبدالستار، مولانا محمد عالم قاسمی، جناب نصیرالدین صاحب ، جناب حاجی احسان صاحب خزانچی روڈ نے وفد امارت شرعیہ کا والہانہ استقبال کیا اور ۱۵/اپریل کو گاندھی میدان میں ٹیم بنا کر ہزاروں کی تعداد میں شرکت کا وعدہ کیا۔

دین اور دیش بچائو کانفرنس وقت کی ضرورت

سمستی پور کے مختلف مواضعات میں وفد امارت شرعیہ کا خطاب

پرامن ہندوستان کو چند مٹھی بھر نفرت پھیلانے والوں نے بدامنی اور کرپشن کی آگ میں جھونک دیا ہے جس کی وجہ سے ملک اور جمہوریت کو خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔مسلمانوں کا شیوہ رہا ہے کہ جب ان کی شریعت یا ملک کی جمہوریت پر خطرات کے بادل منڈلائے تو انہوں نے اپنی جان ومال کی قربانیاں پیش کی ہیں۔ملک کے سلگتے حالات کے پیش نظر امیر شریعت مفکراسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی تحریک پر ۱۵/اپریل کو گاندھی میدان پٹنہ میں دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس ہونے جارہی ہے، یہ کانفرنس وقت کی ضرورت ہے۔ان خیالات کا اظہار قائد وفد مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے سمستی پور میں منعقد ایک بڑے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا، انہوں نے کہا کہ تاریخ بتاتی ہے کہ جب بھی دین اور ملک کو ہماری قربانی کی ضرورت پڑی تو ہم نے اپنا سب کچھ نچھاور کیا، ایک بار پھر اب ضرورت ہے کہ ایمانی قوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کریں۔انہوں نے کہا کہ ابتداء اسلام میں جب شریعت پر ایسے ہی سنگین حالات آئے تھے تو خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پوری جرأت ایمانی اور حوصلہ مندی کے ساتھ قوم کو للکارتے ہوئے کہا تھا کہ ابوبکر کے رہتے ہوئے کوئی شریعت میں تبدیلی کرے یہ برداشت نہیں۔اس موقع پر مفتی یحیٰ غنی استاد دارالعلوم الاسلامیہ نے کہا کہ ہماری شریعت کو جتنا خطرہ باہر سے نہیں اس سے کہیں زیادہ اندر سے ہے، ہم نے خود اپنے عمک کے ذریعہ شریعت کو بدنام کیا ہے، جس کی وجہ سے غیروں نے ہماری شریعت پر انگلی اٹھائی ہے، ضرورت ہے کہ ہم مسلمان جہان بھی ہیں ااور جس پوزیشن میں بھی ہیں خدا سے ڈریں۔مفتی عبیداللہ قاسمی استاذ دارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ نے مسلمانوں کی شادی بیاہ اور غلط رسم ورواج پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی اور اس سے بچنے کی تلقین کی۔۔مولانا نورعالم رحمانی مبلغ امارت شرعیہ نے اپنے خطاب میں امت مسلمہ کو کلمہ واحدہ کی بنیاد پر متحد ومتفق ہونے کی دعوت دی۔مولانا محی الدین مبلغ امارت شرعیہ نے امارت شرعیہ کی خدمات کا تعارف کرایا۔یہ وفد ۳/مارچ سے سمستی پور ودربھنگہ کے مختلف مواضعات کے دورہ پر ہے اور رابطہ مہم چلا رہا ہے۔

Volume:56/66,Issue:11 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony,

اس کی فکر نہ کیجیو عاجز، کون یہاں کیا بولے ہے
کرنے والا کام کرے ہے، بولنے والا بولے ہے
(ڈاکٹر محمد کلیم عاجز)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

THE NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

دین بچاؤ، دیش بچاؤ کانفرنس سے مسلمانوں کو حوصلہ اور ملک کو ایک نئی سمت ملے گی: امیر شریعت

مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ، جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

پچھلے مہینوں میں ملک کے مختلف حلقوں اور طبقوں میں اور خاص طریقہ پر بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے لوگوں نے مجھے خط کے ذریعہ بھی اور ٹیلیفون کے ذریعہ بھی اور ملاقاتوں کے اندر بھی ملک کی صورت حال پر غیر معمولی تشویش کا اظہار کیا خاص طریقہ پر ہمارے نوجوان چاہے وہ مرد ہوں یا عورت وہ اس صورت حال سے زیادہ فکر مند نظر آئے اور مجھے ایسا محسوس ہوا کہ یہ لوگ اپنی مستقبل کو بہت تاریکی میں محسوس کر رہے ہیں اور اسی رخ کا اظہار بھی کر رہے ہیں۔

میں نے محسوس کیا کہ یہ ایسے حالات ہیں جس سے ان کو نکالنا اور ایک وسیع افق کی طرف اچھے مستقبل کی طرف ان کو گامزن کرنا ہم سبھوں کی ذمہ داری ہے نہ صرف نوجوان بلکہ عمر رسیدہ، تجربہ کار دانشور حضرات اور علماء کرام بھی، میں نے محسوس کیا کہ یہ سب طبقہ ملک کی موجودہ صورت حال سے کافی الجھن محسوس کر رہا ہے، اور ان کے سامنے مستقبل کے اوپر سوالیہ نشان کھڑا ہوا ہے، ان ساری چیزوں کو دیکھ کر، سن کر، سمجھ کر میں نے یہ محسوس کیا کہ اس کا کوئی حل نکالنا چاہئے، احباب کے مشورے سے میں نے پہلے قدم کے طور پر یہ بات چاہی ہے کہ ۱۵/اپریل ۲۰۱۸ء کو ایک بڑا اجتماع گاندھی میدان میں کیا جائے۔ الحمد للہ اس پر بڑے پیمانے پر مشورہ کیا گیا کل جماعتی مشورے ہوئے اور مختلف جماعتوں مختلف تنظیموں، مختلف مسلک کے لوگوں سے بات چیت ہوئی، اجتماعی بھی اور انفرادی بھی اور سبھوں نے اس تجویز کی تائید کی کہ بہت بڑا اجلاس عام کیا جائے، اور اس اس اجلاس عام سے عام حاضرین اور اس کے ساتھ ساتھ پورے ملک کو پیغام دیا جائے کہ آنے والے دنوں کے اندر ہماری زندگی کس طرح گذرے گی ہمارا رخ کیا رہے گا، حالات کیا ہوں گے، میں نے یہ چاہا اور ہمارے احباب نے ہماری جماعتوں نے ہمارے مختلف طبقات نے اس کی بھرپور تائید کی اور اس تجویز کو وقت کی آواز بتایا کہ ہم لوگ بڑا اجتماع کریں اور ۱۵/اپریل ۲۰۱۸ء کو گاندھی میدان میں سب لوگ بڑی تعداد میں جمع ہوں، گاندھی میدان بھر دیا جائے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے بھائی پوری کوشش کریں، ہماری بہنیں ساتھ ہوں تو یہ کام ہوسکتا ہے، ابھی مسلم پرسنل لا بورڈ کی طرف سے جو اپیل میں نے کی تھی اس اپیل میں بھی یہ بات کہی گئی تھی کہ خواتین اپنی رائے ظاہر کریں طلاق بل کے سلسلہ میں خواتین کے جو پروگرام ہو رہے ہیں، جو مظاہرے ہو رہے ہیں، ملک کے مختلف حصوں میں اور خاص طریقہ پر بہار میں اس نے یہ بتلایا ہے کہ بڑے بڑے اجتماعات ہو سکتے ہیں، اور چھوٹی چھوٹی جگہوں پر خواتین نے بڑا اچھا مظاہرہ کیا ہے، مونگیر کے اندر ایک لاکھ سے زیادہ خواتین نے جلوس میں شرکت کی اور کلکٹر کو میمورنڈم دیا، اسی طرح سوپول ضلع دربھنگہ میں ایک لاکھ سے زیادہ خواتین نے حصہ لیا، اور اپنی رائے ظاہر کی اور جو مقامی ایس ڈی او ہیں ان کو میمورنڈم پیش کیا، بلیا بیگوسرائے میں اور گوگری کھگڑیا ضلع کے اندر وہاں کی عورتوں نے بڑا اچھا مظاہرہ کیا، پٹنہ میں بھی تاریخی اجتماع ہوا، اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ لوگ بیدار بھی ہیں چوکنے بھی ہیں، اقدام اور عمل کے لئے تیار بھی ہیں، عورتوں کے اس مظاہرے کے ساتھ مردوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اجتماعیت کا اپنے حوصلے اور ہمت کا اور جرأت کا مظاہرہ کریں اور ۱۵/اپریل ۲۰۱۸ء کو گاندھی میدان کو پورے طور پر بھر دیں تا کہ یہ محسوس ہو کہ یہ آواز کسی ایک فرد یا جماعتوں کے ذمہ داروں کی نہیں ہے بلکہ یہ عوامی مطالبہ ہے عوام کی آواز ہے اور اس آواز پر ہر ایک کو ان شاء اللہ کان دھرنا ہوگا، ابھی اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ہم اپنی اجتماعیت قائم رکھیں، مختلف طبقات، مختلف مسلک اپنی جگہ پر اور وہ اپنی انفرادیت قائم رکھیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ ذمہ داری ہم سبھوں کی ہے کہ ہم سب اپنی اجتماعیت کا اظہار کریں اور کلمۂ واحدہ کی بنیاد پر ہم یہ واضح کریں کہ موجودہ حالات کا ہم نوٹس لے رہے ہیں اور ہم اس کا جواب دے رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ سارے لوگ ۱۵/اپریل ۲۰۱۸ء کے اس اجلاس کی اہمیت کو محسوس کریں گے، اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس اجلاس میں شریک ہوں گے اجلاس میں یہ بات بھی طے کی گئی ہے کل جماعتی میٹنگ کے مشورے میں کہ اجلاس کے اندر پٹنہ شہر اور پٹنہ کے مضافاتی خطوں سے عورتیں آئیں، باہر سے عورتیں اس اجلاس میں شرکت کے لئے نہیں آئیں ان کے لئے الگ انتظام ہوگا، بیٹھنے کا فاصلوں کے ساتھ وہ الگ رہیں گی اسلامی تعلیمات کے مطابق برقع کے اندر اور اطمینان کے ساتھ خاموشی کے ساتھ وہ بھی آئیں گی، اور مرد حضرات جو آنے والے ہیں ان کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ نعرہ اور ہنگامہ کرتے ہوئے نہ آئیں بلکہ اللہ کو یاد کرتے ہوئے آئیں، آنے سے پہلے صلاۃ الحاجہ پڑھیں اور راستہ میں وہ اللہ کو یاد کرتے رہیں، تسبیح اور وظیفہ پڑھتے رہیں، جو اسلامی تہذیب ہے اس کے مطابق سارے لوگ آئیں چاہے مرد ہوں چاہے عورتیں، اور خاموشی کے ساتھ سنجیدگی کے ساتھ جو باتیں ان سے کہی جائیں وہ اس کو دھیان سے سنیں اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں، ان شاء اللہ یہ اجلاس کامیاب رہے گا اور اس کے اثرات ملک گیر ہوں گے۔

کانفرنس کا مقصد ملک وملت کی حفاظت اور نفرت کا خاتمہ مسلم اور غیر مسلم دونوں کو شرکت کی دعوت

مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ، جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

ملک کے جو حالات ہیں اس سے تمام لوگ واقف ہیں، اور اندازہ یہ ہے کہ آنے والے دنوں میں حالات اور خراب ہوں گے، کہیں لاؤڈ اسپیکر سے اذان پر پابندی کی بات کی جاتی ہے کہیں مسجدوں میں نمازیوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کیا جا رہا ہے اور اس بات کی بھی کوشش کی جا رہی ہے کہ دینی معاملات ومسائل کے اندر مختلف طریقہ سے مداخلت کی جائے اور پارلیامنٹ کے ذریعہ قانون سازی کی جائے تا کہ جو احکامات شرعی ہیں، ان احکامات میں مداخلت کی جا سکے یہ صورت حال ملک کے لئے اچھی نہیں ہے اور یہ معاملہ صرف مسلمانوں کے ساتھ نہیں ہے، بلکہ ملک کی مختلف آبادیوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے، اور لوگوں کو پریشان کیا جا رہا ہے، اخبار جو لوگ دیکھتے ہیں اور خبروں سے واقف ہیں، ان کے سامنے یہ بات آچکی ہے کہ ملک کے مختلف حصوں میں دلتوں کے ساتھ بھی بڑا برا معاملہ ہو رہا ہے، اور ایک قسم کی زبردستی کی فضا نہ صرف مسلمانوں کے خلاف ہے بلکہ ملک کے مختلف طبقات کے خلاف ہے، ان حالات میں ہماری یہ ذمہ داری ہے بحیثیت مسلم امہ کے کہ ہم سب حالات کو درست کرنے کے لئے اپنا رول ادا کریں اور اپنی اجتماعیت کا اظہار کریں، اجتماعیت صرف مسلمانوں کی نہیں بلکہ ان سارے لوگوں کی ہے جو ان حالات سے دوچار ہوں، چاہے دوچار نہیں ہوں، لیکن وہ ان حالات کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور وہ ملک کے لئے مضر سمجھتے ہیں، ایسے لوگ مسلمانوں میں بھی ہیں اور غیر مسلموں میں بھی ہیں، مسلمانوں اور غیر مسلموں سبھوں کو اس اجلاس میں شرکت کی دعوت دی جا رہی ہے، اور اسی طرح یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ رائے عامہ کا اظہار مضبوطی کے ساتھ ہو، میرا تجربہ ہے اور کئی موقع پر ہم نے رائے عامہ کا اظہار کر کے مقصد کو حاصل کیا ہے، اس ملک میں ایک زندہ قوم کی حیثیت سے ایک باوزن ملت کی حیثیت سے اور اس ملک کے مستقبل کے لئے فکر مند انسانون کی حیثیت سے لوگوں کا بڑا اجتماع کسی سیاسی غرض سے نہیں بلکہ ملک کی حفاظت کی غرض سے دین کی حفاظت کی غرض سے کیا جانا چاہئے، اسی لئے ہم لوگوں نے طے کیا ہے کہ ۱۵/اپریل کو گاندھی میدان میں بہت بڑا اجتماع کیا جائے اور اس احتجاج کے ذریعہ دونوں پیغام دیش کو بچانے کا بھی اور دین کو بچانے کا بھی دیا جائے، ابھی اس ملک میں دین کو بھی خطرہ لاحق ہوگیا ہے اور ساتھ ساتھ ملک کی سالمیت کو بھی خطرہ لاحق ہوگیا ہے، اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ اجتماعی رائے کا اظہار کیا جائے ان شاء اللہ پندرہ اپریل کو ہم لوگ گاندھی میدان میں جمع ہوں گے اس اجلاس میں جہاں مسلمان کے ساتھ غیر مسلم حضرات جمع ہوں گے مقررین کی حیثیت سے مسلمانوں کے تمام طبقات کی نمائندگی کے ساتھ غیر مسلم حضرات بھی شریک ہوں گے اور وہ بھی اپنی رائے اس سلسلہ میں عوام کے سامنے رکھیں گے۔ ان سارے لوگوں کے سامنے یہ رائے جائے گی جو لوگ اس معاملہ میں کچھ اہمیت رکھتے ہیں، اور جن کے ذہن میں یہ آواز پہونچنی چاہئے کہ اس ملک کا ایسا طبقہ جو ان حالات کو ناپسند کر رہا ہے وہ فکر مند بھی ہے اور اقدام کے لئے تیار بھی ہے، میں خاص کر اس موقع پر مسلمانوں سے اپیل کروں گا کہ وہ بڑی تعداد میں پورے جوش وجذبے اور ہمت کے ساتھ اس اجلاس میں شریک ہوں اور اتنی بڑی تعداد میں شریک ہوں کہ گاندھی میدان پورے طور پر بھر جائے اور ایک پیغام جائے کہ وہ ملک کے موجودہ حالات سے نہ صرف یہ کہ تکلیف میں ہیں بلکہ وہ اس کے خلاف اقدام کے لئے تیار ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سبھوں کو بہترین کام کے لئے آگے بڑھ کر ہمت کے ساتھ اجلاس میں شریک ہونے کی توفیق دے۔

WEEK ENDING-12/03/2018, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,